شاہراہ مسکونی

کے

مسافروں

کو

سفر مبارک ہو

متمنی

علی شرف الدین



دار الثقافۃ الاسلامیۃ پاکستان

انتساب

لائق داد و تحسین شباب و شبابات کے نام
جنہوں نے اس دورِ علم پوجائی، قوم پرستی،
کی جگہ اللہ پرستی، مغرب گرائی کی جگہ اسلام گرائش،
اپنی عزت کی جگہ عزت ملت،
ملت کی جگہ عزت اسلام کو،
گلے میں جواہر و سنہریات کی جگہ سروں پر تاج افتخار اسلامی
رکھنے کا عزم کیا ہے۔

”مذکورہ مواد کی کسی بھی شق سے اختلاف یا مطالبہ سند، قاری کا حق ہے“

الرِّجالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّساءِ بِما
فَضَّلَ اللّٰهُ بَعُضَهُمُ عَلى بَعُض

”مرد قیم و نگہبان ہے عورتوں پر
لیکن ہر ایک کی اپنی فضیلت ہے۔“
(نساء آیت ۳۴)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شاہراہِ مسکونی

ازدواج خالق کائنات کی وہ پہلی نعمت ہے جسے کے بارے میں اللہ تعالی نے اپنی کتاب میں فرمایا:

﴿وَقُلْنَا يَا آدَمُ اسْكُنْ أَنْتَ وَ زَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَ كُلاَمِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا﴾ ''اور اے آدم! رہو تم اور تمہاری بیوی جنت میں اور کھاؤ جہاں سے چاہو۔''

لیکن اس شیریں نعمت کو بیرونی مداخلت نے شربت حنظل جیسا ناگوار بنادیا ہے۔ جس میں باطنیہ قدیم و جدید دونوں پیش پیش ہیں۔ قارئین کرام تقریبا سو کے قریب کتب و مجلات اس حوالے سے نظروں سے گذرے جنھیں دیکھ کر حیرت ہوئی کہ عورتوں کو اکسا کر دوست اغیار بنایا ہے انھیں ورغلایا گیا ہے جیسا کہ ان کی یہی سیرت رہی ہے ویران و برباد کرنے کے بعد دادرسی کے نام سے مداخلت کرتے ہیں اور انھیں قرآن وسنت سے دور کرکے وہ دشمن دین ووالدین بنایا گیا ہے۔

وسیع وعریض اور مستقیم آنے جانے کیلئے الگ الگ راستے کو شاہراہ اور جائے نزول وسکونت کو مسکن کہتے ہیں جہاں تھکاوٹوں اور مشقت کے بعد سکون ملتا ہے چنانچہ سورہ نحل آیت ۸۰ میں فرماتے ہیں

﴿وَ اللهُ جَعَلَ لَكُمْ مِنْ بُيُوتِكُمْ سَكَنًا﴾ ''اور اللہ ہی نے بنایا ہے تمہارے لئے تمہارے گھروں کو جائے سکون۔''

کسی بھی رہائشی آبادی کی قدر و قیمت اس تک رسائی کے آسان راستوں سے ہی ہوتی ہے لہذا رہائش ساز ادارے تعمیرات مسکونیات سے پہلے راستوں کا بندوبست کرتے ہیں۔ دنیا میں ترقی یافتہ ممالک اسی غرض سے تنگ و تاریک راستوں کو کشادہ سیدھا اور روشن بناتے ہیں کیونکہ تنگ راستوں کی وجہ سے انسانی جانیں ضائع ہوتی ہیں۔ نیز وہاں کے رہائشیوں اور ان کے عزیز و اقارب دوست احباب کے ایک دوسرے سے ملنے میں مزاحم

ہوتے ہیں۔اسی وجہ سے ایسی جگہوں میں سکونت اختیار کرنا پسند نہیں کیا جاتا۔یہاں سے یہ مسکونی ویرانی میں بدل میں جاتی ہے۔اسکے برعکس وسیع کشادہ راستوں کے ساتھ آسان سہل الحصول سواری والی سکونیات کو پیش رفت کی علامت گردانا جاتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ لوگ پسماندہ،عدم وسائل علاقوں سے نقل مکانی کرتے ہیں یہ ایک مثال ہے کہ انسان اپنے زندگی کی ضروریات تک رسائی کے راستے میں واقع تمام مانع رکاوٹوں کی برطرفی کا خواہاں ہے۔جس میں تعلیم اور روزگار وغیرہ کے سب مواقع آتے ہیں۔

انسانی زندگی کی ناگزیر ضروریات میں سے ایک ازدواج ہے درحقیقت اس کے بغیر دیگر تمام ضروریات بے معنی ہوجاتی ہیں۔

شناخت ترقی و تمدن

کسی ملک علاقہ کے ترقی یافتہ اور متمدن ہونے کی ایک علامت یہ ہے کہ آپ گھر کے دروازے سے سوار ہوں اور گھر کے دروازے پر اتر جائیں ۔ دیگر وسائل، ضروریات تمام چیزیں آپ کو آسانی سے میسر ہوں۔بصورت دیگر اسے ایک پسماندہ ملک یا علاقہ کہیں گے۔اسی طرح ازدواج چونکہ انسانی زندگی کی ضروریات میں سے ہے لہٰذا اس ضرورت تک رسائی کے تمام وسائل با آسانی میسر ہونے چاہیے۔اس کی راہ میں حائل تمام غیر عقلی غیر شرعی رکاوٹوں اور موز سیدھے ہونے چاہیے۔

انسان مسلمان کی خواہش ہوتی ہے کہ اس راہ میں پیدا کردہ ایسی تمام رکاوٹیں جو غیر عقلی اور غیر شرعی بھی ہیں انھیں رفع ہونا چاہیے۔کیونکہ یہ ضرورت فراہم نہ ہونے کی صورت میں دنیوی زندگی کے علاوہ دین بھی خطرے میں پڑ جاتا ہے۔انسانی زندگی کے سکون و آرام میں بہت سی چیزوں کا دخل ہے۔جن میں سے ہر ایک کی عدم رسائی باعث تشویش پریشانی قرار پاتی ہے مثلاً کھانے پینے مکان تعلیم روزگار، دولت مقام ریاست اولاد ہر ایک کو باعث اطمینان وسکون تصور کیا جاتا ہے۔لیکن قرآن میں ان میں سے کسی ایک کو بھی سکون نہیں کہا گیا کیونکہ یہی چیزیں انسان کیلئے باعث پریشانی بھی بنتی ہیں اور آخر میں تناؤ کھچاؤ کے بعد چھٹی انگلی کی صورت اختیار کر جاتی ہیں۔لڑکے بڑے ہو کر صاحب مقام بن کر والدین کو فرسودہ سمجھتے ہیں،ان کے جلدی چلے جانے کے خواہش مند ہوتے ہیں۔اسی طرح لڑکیاں شوہر ملنے کے بعد والدین کی شفقت سے بے نیاز ہو جاتی ہیں۔چنانچہ قرآن کریم میں آیا

ہے تمہارے ازواج اولاد تمہارے دشمن ہیں۔ انسان کیلئے سب سے زیادہ سکون آور چیز ازدواج ہے اگر کسی کو مناسب اور بروقت نصیب ہو جائے ورنہ یہاں بھی یہ جملہ صادق آتا ہے " یالیت بینی و بینک بعد المشرقین"

شریعت اللہ نے سب سے پہلے آدم صفی کو دی جانے والی نعمت ازدواج کو سکون کہا ہے:

﴿وَ قُلْنَا یٰاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَ زَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَ كُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَیْثُ شِئْتُمَا﴾ ''اور اے آدم! رہو تم اور تمہاری بیوی جنت میں اور کھاؤ جہاں سے چاہو۔'' (بقرہ:۳۵)

﴿وَیٰاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ فَكُلَا مِنْ حَیْثُ شِئْتُمَا﴾ ''اور اے آدم! رہو تم اور تمہاری بیوی اس جنت میں اور کھاؤ تم دونوں جہاں سے جو چاہو۔'' (اعراف:۱۹)

ان آیات میں ازدواج کو سکون آور قرار دیا ہے۔ ازدواجی زندگی میاں بیوی دونوں کے لئے سکون و آرامش ہے۔ جہاں عورت خود کو شوہر کے سایہ میں مثل قلعہ شموس مانند پاتی ہے، یہاں اسے کسی کی چشم بد نہیں پڑ سکتی نہ خیانت کار پرندے یہاں پر مار سکتے ہیں اگر شوہر مسلمان اور غیرت مند ہو۔ اس طرح شوہر اپنے تمام دکھ درد شکایتیں پریشانیوں میں اپنی بیوی کو ساحل نجات تصور کرتا ہے۔ رشتہ ازدواج کے بعد ملنے والا سکون والدین عزیز بھائی، بہن اولاد سے ممتاز ہے۔ ایک زمانہ ایسا آتا ہے کہ والدین، بہن بھائی اولاد کو اجنبیت کی راہ اختیار کرنا پڑتی ہے جبکہ حالت احتضار تک سفر زندگی کا ساتھی یہی زوج ہی بنتی ہے۔ لیکن اس وقت مسلمان مرد و عورتوں کی کثیر تعداد اس سکون سے محروم ہے جس کا سبب وہ رسومات ہیں جو روح اسلام کے خلاف ہیں۔ جسے مسلمانوں نے اپنی خاندانی روایات کی پاسداری کی خاطر یا اپنے تکبر و غرور کی تسکین کیلئے اپنا رکھا ہے۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ ان تنگ و تاریک موڑوں کو ختم کر کے اس راستے کو ہموار و کشادہ کریں۔ اس سکون کی زندگی کی راہ میں حائل وہ تمام موانع، مشکلات، رسومات، فرعونیات، قارونیات کو ہٹا کر صراط مستقیم، قرآن و سنت محمد اور رسول اللہ کی معیت میں زندگی گزارنے والے انصار و مہاجرین کی سنت و سیرت کو زندہ کریں۔

اس جادے کی سنگلاخ چٹانوں اور ناہموار ٹیلوں کی وجہ سے مسلمان معاشرے میں مرد و زن کرب و اضطراب اور بے چینی کی زندگی گزار رہے ہیں۔ مستقبل قریب یا بعید میں ان رکاوٹوں کو ہٹانے کے کہیں سے آثار نظر نہیں آ

رہے بلکہ معاشرے کے وڈیرے سرمایہ دار حرام کمانے والوں سے لے کر پست طبقے کے مزدور تک ہر ایک اس راستے پر گامزن ہے اور اپنی حیثیت کے مطابق کباڑ اور کچرا پھینک رہا ہے۔ ہر دن مشکلات میں اضافہ ہوتا نظر آتا ہے یہاں تک علماء مومنین متدین کا بھی اس میں کوئی کردار اداء کرنے کی توقع نظر نہیں آتی بلکہ یہ دوسروں کی رقابت یا اپنا مقام حیثیت بڑھانے کے نام سے مزید پیچیدہ ٹیلے بناتے نظر آتے ہیں۔ آج سے کچھ عرصہ پہلے ملک اور بیرون ملک قائم جامعۃ الزھراء سے فارغ خواہران سے اہل اسلام کے دردمندوں کی آنکھوں میں دور سے کچھ سراب نظر آنے لگا تھا لیکن ان کی مذہب کے نام سے مخلوط اجتماعات میں بھرپور شرکت، یا وہی منطق کہ ہم سب کو ساتھ لے کر چلنا چاہتے ہیں نے ثابت کر دیا کہ یہ ایک سراب تھا جس کی کوئی حقیقت نہیں تھی۔ چنانچہ اگر کوئی اسلام کا درد رکھتا ہے تو اسے اس آیت کریمہ کے تحت ﴿أَنْ تَقُومُوا لِلَّهِ مَثْنَى وَفُرَادَى﴾ ''کہ کھڑے ہو جاؤ تم اللہ کے واسطے دو دو اور اکیلے۔'' (سباء:۴۶) اس جادے کو از سر نو تعمیر کرنے کے بارے میں اپنا کردار ادا کرے۔

انتخاب ہمسری میں دور جاہلیت کے مشرکین کی سیرت پر نہ چلیں جہاں وہ لوگ خادم بت کے پاس جا کر رشتے کے بارے میں قسمت آزمائی کیا کرتے تھے۔ ایک انسان مسلم کیلئے ازدواج قرآنی و محمدی نمونے کے تحت ہونا چاہیے۔ لہذا انتخاب ہمسری میں عمر، پڑھائی، علاقہ، جہیز، کھاتے پیتے گھرانے وغیرہ کی شرائط سے چشم پوشی کرتے ہوئے اسے شریعت کے سانچے میں ڈھالیں۔ آپ کا یہ عمل تنہا مسلمانوں کے لئے سکون کا باعث نہیں بنے گا بلکہ دنیائے کفر و شرک کیلئے باعث رشک نمونہ بن سکتا ہے کہ اس ضرورت کی فراہمی میں مسلمان علاقے بہترین سکونیات کا مرکز ہیں۔ ازدواج میں دونوں میں ہم آہنگی ہی دوام ازدواج کی ضمانت ہے جو عقلی و شرعی ہے جسے ہر حال میں پورا ہونا چاہیے۔

سورہ روم آیت ۲۱ میں فرماتے ہیں:

﴿وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ﴾ ''اور اس کی نشانیوں میں سے ہے یہ بھی کہ پیدا کیں اس نے تمہارے لئے تمہارے ہی جنس سے بیویاں تاکہ تم سکون حاصل کرو ان کے پاس اور پیدا کر دی اس نے تمہارے درمیان محبت اور رحمت یقیناً اس میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے

جوغور وفکر کرتے ہیں۔"

یہاں میری اہل اسلام سے دردمندانہ گزارش ہے کہ وہ نت نئی راہوں، فرعونیت 'استکباریت 'استعماریت 'قارونیت کو چھوڑ کر لباس اسلامی وغیرت ناموس کو اپنا شعار بنا کر اپنے معاشرے کے جوان لڑکے لڑکیوں کو سکون و اطمینان کی زندگی تک آسانی سے پہنچانے کا اہتمام کریں۔

یہاں ان رکاوٹوں اور ٹیلوں کی بھی وضاحت کرنے کی بھی ضرورت ہے۔ایک موڑ اور رکاوٹ وہ ہیں جنہیں ہٹانے کی تحریک عرصہ دس سال سے قائم حکومتیں اور ان کی حکومت کے دوام و بقاء کیلئے بعض سیکولر پارٹیاں چلا رہی ہیں اور جو قانون ساز اسمبلی میں مغربی شناخت رکھنے والوں کی طرف سے بھی جاری و ساری ہیں۔ جنکا مقصد دین اسلام قرآن کی آیات اور سنت رسول کے ساتھ مشرقی ریاست حفاظت ناموس بلکہ قدیم دور جاہلیت کی غیرت ناموس وغیرہ کو ہٹانا ہے۔یہاں ہم ان موانع اور رکاوٹوں کا ذکر کریں گے جو اس حوالے سے موجودہ اسلامی معاشرے کو درپیش ہیں۔

خاندانی موڑ

ہمارے معاشرہ میں ازدواج اسلام والحادی قینچی کے درمیان ہے یا ابن حاجب کے کوشفند کی مانند چل رہی ہے۔مسلمان معاشرہ اپنے اسلامی انتساب مشرقی روایات کی بنیاد پر مغربی اور مشرقی الحادی ازدواجی روایات سے نفرت کرتا ہے۔جس کی وجہ سے جو سہولتیں مغربی الحاد نے یا مشرقی الحاد نے خواتین کو دی ہیں اسے مسلمان خواتین اپنی دینی مذہبی روایات کی وجہ سے مسترد کرتی ہیں۔اس لئے مشرق ومغرب کے غیر حقیقی نمائندے سر توڑ کوشش میں ہیں کہ کس طرح مسلمان خواتین کو ورغلایا جائے ان کو ان کے دین ومذہب سے آزاد کرایا جائے۔ چنانچہ یہ انہیں مال و دولت مقام ومنصب کا لالچ دیتے ہیں۔جب یہ ذرائع ابلاغ میں بے شرمی اور بے حیائی دکھاتی ہیں تو بہت سی عیش پرست اور اقتدار پرست خواتین ان سے متاثر ہو جاتی ہیں اور ان کے جشن ابہ بہ میں شامل ہو جاتی ہیں۔انھیں خوش کرنے کیلئے غیر اسلامی حرکتیں کرتی ہیں حتی کہ حدود قرآن وسنت کو توڑنے میں عار محسوس نہیں کرتی ہیں۔یہاں سے غیرت مند مسلمان خاندان کا غیض وغضب جوش میں آتا ہے۔

دوسری طرف سے فرقہ باطنیہ غالیہ ملحدہ نے اسلام کے نام سے اس راہ میں بہت سے موڑ قائم کئے ہیں جس

سے اس راہ سے گزر کر سعادت کے مقام تک پہنچنا مشکل ہو جاتا ہے۔ان موڑوں میں سے سب سے زیادہ خطرناک موڑ موڑ خاندانی ہے۔بدبختی سے خاندان کا دائرہ کار اس قدر وسیع ہوا ہے کہ جسکی سابق میں کوئی مثال نہیں ملتی جیسے علاقہ ایک خاندان ہے،احزاب ایک خاندان ہے،خون ایک خاندان ہے،زبان ایک خاندان ہے محلّہ ایک خاندان ہے بلکہ اپنا گھڑا ہوا فرقہ بھی ایک خاندان ہے۔حضرت محمدﷺ اور آپ پر ایمان لانے میں سبقت کرنے اپنی جان و مال کو نچھاور کرنے والے اصحاب کی طرف جائیں تو ہماری یہ روایات انکی سنت و سیرت سے کوسوں دور ہیں۔ان کا معاشرہ مرد و زن کیلئے امن وسکون کی زندگی تھا اس معاشرے میں غیرت وحمیت موجود تھی جبکہ ہم ان کے راستے سے بھٹکنے کی وجہ سے بدبختی شقاوت،کرب واضطراب بے چینی کی زندگی گزار رہے ہیں۔ازدواج کے حوالے سے صدر اسلام کے معاشرے کے چند خدوخال ملاحظہ فرمائیں:

۱۔ حضرت محمدﷺ کی پندرہ کے قریب زوجات بتائی جاتی ہیں۔ان میں سے نو آپ کی وفات کے بعد موجود تھیں۔سب سے پہلی زوجہ حضرت خدیجہ کبریٰ ہیں جو آپ کی پسندیدہ زوجہ تھیں۔آپ ہاشمی مطلبی نہیں تھیں بلکہ عبدالعزاء کے خاندان بنو اسد سے تعلق رکھتی تھیں۔حضرت عائشہ بنی تیم سے تھیں،حضرت حفصہ عدی سے اسی طرح تمام زوجات خاندان عبدالمطلب ہاشم سے دور تھیں۔اسی طرح حضرت علی،خلفاء کی زوجات اور ان کی بیٹیوں کا ازدواج تھا۔

۲۔ صدر اسلام میں ازدواج قریبی خاندان،رشتہ داروں میں دینے کے پابند نہیں تھے،دوستوں میں دینے کے بھی پابند نہیں تھے بلکہ اس وقت ازدواج دشمنوں میں بھی چلتا تھا اور اسے وہ ایک نیک فال گردانتے تھے تا کہ اس کے توسط سے عداوت کے شعلے اور نفرت کی آگ بجھ جائے اور دونوں خاندانوں میں الفت محبت اور ریگانگی پیدا ہو جائے۔اس حوالے سے قارئین کو سینکڑوں مثالیں دینے کی بجائے ایک جالب مثال کی طرف متوجہ کرتے ہیں۔

کتاب بلوغ العرب فی معرفت احوال العرب تالیف سید محمود شکری بغدادی متوفی ۱۳۴۲ج ۲ص ۶ پر عربوں کے مقاصد ازدواج کے عنوان کے ذیل میں لکھتے ہیں عرب دور کو نزدیک کرنے،دشمنوں سے الفت کرنے کا ایک راستہ مصاہرہ،ازدواج کو سمجھتے تھے۔اسے دو خاندانوں میں قرب کا ذریعہ اور سبب سمجھتے تھے۔خالد بن یزید

بن معاویہ بن ابی سفیان' خالد کے باپ یزید نے عبداللہ زبیر کو مسجد حرام میں منجنیق کے بگولے کا نشان بنایا اور آخر میں اسی خاندان کے خلیفہ عبدالملک نے دوبارہ محاصرہ کر کے انھیں قتل کیا۔اسی خالد نے مکہ میں آ کر عبداللہ بن زبیر کی بہن سے منگنی کی۔جب یہ خبر حجاج بن یوسف کو ملی تو اس نے سخت الفاظ میں پیغام بھیجا اور اسے شدید طعن کا نشانہ بنایا۔کہ تم نے کسے اپنی زوجیت میں لینے کا فیصلہ کیا تم نے ہم سے اس بارے میں مشورہ تک نہیں لیا۔خالد نے قاصد سے کہا اگر تم قاصد نہ ہوتے اور قاصد کو سزا دینا قبیح نہ ہوتا تو میں تمھارے ٹکڑے ٹکڑے کر کے تمہارے آقا کو بھیجتا۔ اپنے آقا سے کہنا میں نہیں سمجھتا کہ تم اتنے بلند مقام پر فائز ہو کہ میں تم سے اپنے گھر کے ازدواجی مسائل میں بھی مشورہ کروں۔اگر میرے آباء واجداد کی کسی سے دشمنی تھی تو یہ خاندان کا مسئلہ تھا۔لیکن جب اللہ چاہتا ہے تو یہ اختلاف ختم ہو جاتے ہیں۔عقل مند شعور کی طرف بازگشت کرتا لیکن تم نے یہ جو کہا ہے کہ یہ لوگ میرے کفو نہیں۔اس پر خدا تمھیں ختم کرے تم کتنے جاہل انسان ہو۔عوام زبیر کا باپ عبدالمطلب کی بیٹی کا کفو تھا آیا ان کی پھوپی خدیجہ محمد کی کفو بنی ہیں تو کیا یہ لوگ آل ابی سفیان کے لئے کفو نہیں ہیں۔غرض اسی طرح بنی ہاشم اور بنی امیہ کے خاندان سے سینکڑوں نہیں تو بہت سی ازدواج کی مثالیں ملتی ہیں۔

مزاوجہ و مناکحہ بین ہاشمین و قبائل و عشائر قریشین

بنی امیہ اور ہاشم دونوں جاہلیت اور اسلام دونوں ادوار میں آپس میں مزاوجہ مصاہرہ رکھتے تھے۔

۱۔ نبی کریم نے اپنی پہلی بیٹی زینب کو خاندان عبدالعزاء عاص بن ربیع کو دیا نبی کریم کی دعوت اسلام کے بعد انہوں نے نبی پر ایمان نہیں لایا یہاں تک جنگ بدر میں وہ مشرکین کے لشکر سے اسیر ہوئے رہائی کے بعد زینب ان سے الگ ہوئی

۲۔ دو بیٹیاں رقیہ اور ام کلثوم کو عثمان بن عفان کے عقد میں دیا۔

۳۔ جبکہ عثمان کی ماں اروی بنت کریز کی ماں ام حکیم نام بیضاء بنت عبدالمطلب تھیں۔انساب الاشراف ج ۵ ص ۱۱ المحبر ص ۲۰۷ طبقات ج ۸ ص ۱۶۶۔

۴۔ ام حبیبہ دختر ابوسفیان قائد مشرکین عبیداللہ بن جحش کی عقد میں تھیں جحش کی ماں عبدالمطلب کی نواسی تھی۔

۵۔ ابی العاص کی بیٹی امامہ بنت زینب حضرت زہراء کی وفات کے بعد علی بن ابی طالب کی عقد میں آئی۔

۶۔ ام کلثوم دختر علی بن ابی طالب عمر بن خطاب بنی عدی کے عقد میں تھیں۔

۷۔ ام کلثوم بنت عبداللہ جعفر طیار' ابان بن عثمان کی عقد میں تھیں۔

۸۔ ہند بنت ابی سفیان حارث بن نوفل بن عبدالمطلب کی عقد میں تھیں۔

۹۔ سکینہ بنت الحسین' زید بن عمرو بن عثمان کی عقد میں تھیں۔معارف ابن قتیبہ ص۹۴ جمہرۃ الانساب العرب ص۹۶۔

۱۰۔ فاطمہ بنت الحسین مادر عبداللہ محض' حسن مثنیٰ کی وفات کے بعد محمد بن عمر بن عثمان کی عقد میں گئیں۔ مقاتل ص۲۱۲۔

۱۱۔ فاطمہ بنت حسین کی ماں ام اسحاق دختر طلحہ بن عبید اللہ جو جنگ جمل میں حضرت علی کے خلاف جنگ آرائی کی امام حسن کی وفات کے بعد زوجیت امام حسین میں آئی۔

۱۲۔ ام قاسم بنت الحسن مثنیٰ مروان بن ابان بن عثمان بن عفان کے عقد میں تھیں۔اس طرح اور بھی دہا ازدواج ایک دوسرے خاندانوں میں ہوتی تھی زیادہ تر توجہات خاندانوں کی شرافت' نجابت کے ساتھ خصاصت برے کرداروں سے دور خاندانوں میں ہوتی تھی جب سے اسلام آیا تو معیار ایمان باللہ' ایمان بہ رسالت محمد کو ہی معیار اول گردانا گیا چنانچہ زینب بنت جحش عبدالمطلب کی نواسی پیغمبر کی پھوپی زادی اپنے آزاد کردہ متبنیٰ زیاد بن حارثہ کے عقد میں تھیں۔اسلام نے ازدواج کلمہ لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے علاوہ حسن سیرت' حسن کردار عقیدہ اور عمل بہ شعائر اسلام پر قائم ہے۔

علمی موڑ

ہمارے معاشرہ میں رائج اخلاقی برائیوں اور فسادات کا ایک موڑ جسے طے کرنا ایک مشکل بلکہ ناممکن ہے وہ تعلیمی موڑ ہے۔ازدواج کے حوالے سے پہلا یا دوسرا سوال یہ کیا جاتا ہے کہ کہاں تک پڑھے ہیں، چاہے تعلیمی سند دکھاوے کیلئے ہو۔ایک مخلوط اجتماع میں تعلیم لینے والے کیسے اپنے دین و دیانت اور ایمان کو بچا سکیں گے؟ قارئین کرام! میں یہاں یقین محکم سے کہتا ہوں "علم جو بھی ہو جہاں سے بھی ہو لے لو" یہ سب جعلی احادیث ہیں۔کسی

سند محکم سے مستند نہ ہونے کے علاوہ عقل ومنطق کے بھی خلاف ہیں۔

مروجہ نظام درسی جدت پرستوں کا پسندیدہ نظام ہے۔اسکے بانیان ایک طرف سے کمیشن لیتے ہیں تو دوسری طرف سے اپنے آقاؤں کو خوش کرنے نمبر بنانے کیلئے اس نظام درسی میں تعلیم تربیت سطح ذہنی کو اٹھانے کی بجائے مغرب نوازی کی تعلیم دی جاتی ہے اور شرافت وفضیلت سے مربوط نظام کو طعن وطنز کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔انہوں نے اپنے نصاب میں انبیاء اصحاب زوجات کے ناموں کو ہٹا کر ادا کاروں سیکولروں دین کا مذاق کرنے والوں کے ناموں کو جاگزین کیا ہے۔ یقیناً اس الحادی فکر و نظام کو کوئی بھی مسلمان برداشت نہیں کرے گا۔یقیناً کوئی کلمہ پڑھنے والا مسلمان یہ برداشت نہیں کرے گا کہ خلفاء کی جگہ پر سیکولر حکمرانوں اور سیاستدانوں کے نام رکھے جائیں۔امہات المومنین کی جگہ خاتون اول،ان بے حجاب، فحاشی کی مرتکب ناچنے گانے والیوں کے نام رکھیں جائیں۔جب ملک میں نظام تعلیم وتربیت قائم کرنے والے علم کی پوجا کرتے ہوئے علم کو متاع بازار بنائیں گے،علم کے نام سے عمارتیں بنا کر قرآن وسنت محمد تاریخ اسلام پر پابندیاں لگائیں گے،ایک ہاتھ سے زکوۃ خمس فطرہ صدقات اور دوسرے ہاتھ سے حکومت اور این جی اوز سے مال لیں تو یقیناً یہ نظام تعلیم نیلام خانہ ہوگا۔

علم غیر محدود ہے لہٰذا عقلاء کہتے ہیں طلب کل قوت کل کا موجب بنتا ہے لہٰذا انتخاب احسن کی ضرورت ہے۔حکم عقل وقرآن بھی یہی ہے بلکہ عقل وشرع کی رو سے ترجیحات کی نوعیت اور مقدار کا تعین کرتے ہیں۔کتنا علم حاصل کرنا ہے کس علم کو حاصل کرنا ہے کہاں سے حاصل کرنا ہے یہ وہ ترجیحات ہیں جنھیں متعین کرنا ہوگا۔جبکہ ہمارے معاشرہ میں رائج علوم میں ہماری نسل کی ایک عمر ضائع ہورہی ہے۔دین اسلام میں پہلا علم معرفت رب،معرفت دین اور معرفت فرائض واخلاق ہے جن درسگاہوں میں ہماری نسل کی عمر گزر رہی ہے اس میں ان تینوں کا نام ونشان تک نہیں۔بلکہ نام نہاد دینی درسگاہوں میں بھی یہ تینوں علوم ناپید ہیں۔علم ضروریات زندگی کو بہتر بنانے کے لئے کارآمد ہے نہ کہ ضروریات زندگی کو پس پشت ڈالنے کیلئے اس کو ادھورا اور ناممکن بنانے کے لئے۔

بیوہ یا مطلقہ موڑ

اللہ سبحانہ نے ازدواج کے بعد ممکنہ ناہم آہنگی پیدا ہونے کے پیش نظر اس مسئلہ کا حل طلاق یا جدائی رکھا

ہے۔عیب ونقص، اختلاف نظر وسلوک انسان کے امتیازات وخصوصیات میں سے ہے، یہ اصول زواج میں بھی لازمی طور پر وقوع پذیر ہوگا۔زندگی کے ساتھ موت بھی مقرر ہے۔ایک پہلے اور ایک بعد میں مرتا ہے لہذا کسی مطلقہ یا بیوہ یا زوجہ متوفی سے زواج نہ کرنا بھی ہماری زواجی زندگی کا ایک خطرناک موڑ ہے۔جس کا کوئی عقلی وشرعی جواز نہیں بنتا جبکہ ان سے زواج قرآن وسنت محمد میں نمایاں صفات میں سے ہے۔نبی کریم ﷺ کی حضرت عائشہ کے علاوہ دیگر تمام زوجات بیوہ تھیں۔چنانچہ بیوہ سے ازدواج ایک اہم ترین اخلاقی ذمہ داری ہے۔

جہیز موڑ

قرآن وسنت محمد کو پس پشت ڈال کر برصغیر کے نوابوں، روم وفارس، خلفاء عباسی کی سنت واختراعات پر چلنے کی وجہ سے آج مسلمان معاشرے میں فساد اخلاقی میں اضافہ ہوتا چلا جارہا ہے۔عزیز والدین اور فرزندان میں نفرت ناچاقی ناراضگی، بہن بھائیوں میں بے محبتی حتیٰ کہ بعض گھر اہل خانہ کیلئے جہنم کے طبقات کے برابر بن گئے ہیں۔یہ مراسم اپنی عزیز اولادوں کی محبت وشفقت میں نہیں، بلکہ والدین انکی گراں قیمت دے کر انھیں جاہلیت کی طرف پلٹا رہے ہیں۔یہ اسلام وعقل سے بے بہرہ لڑکے لڑکیوں کا کھیل ہیں جو اپنی مرضی سے ہزاروں لاکھوں روپے دشمنوں کو دے رہے ہیں۔کاش یہ مصارف اسلام کی سربلندی کیلئے خرچ ہوتے یا اس سے بنیادی مسائل کو اٹھایا جاتا۔بعض جگہ دور جاہلیت کی سوء نیت کو اپناتے ہوئے جائداد کی تقسیم سے بچنے کیلئے لڑکی کو ارث سے محروم رکھنے کیلئے جہیز کے نام سے الماری چارپائی دی جارہی ہے۔حالانکہ یہ عورت کی تذلیل وتوہین ہے۔جیسے کوئی انسان اپنے کسی عزیز صاحب حیثیت دوست کے ہاں جاتے وقت بستر، کھانے کے برتن یا طہارت کیلئے لوٹا ساتھ لے کر جائے۔اسی طرح جہیز یہ ظاہر کرتا ہے کہ لڑکی چند دن کے سفر پر کہیں جارہی ہے یا علاج کے لئے کسی ہسپتال میں داخل ہو رہی ہے۔یہاں سے قدیم زمانے کا وہ مقولہ درست نظر آتا ہے عورتیں ناقص ہوتیں ہیں جو اپنی تذلیل کرنے کے فارمولے کو اپنی عزت ووقار سمجھتی ہیں۔یہاں امام حسین علیہ السلام کے لشکر اعداء سے خطاب ان کی شان میں صادق نظر آتا ہے دشمن کے دوست کے دشمن ہو گئے۔ارباب اقتدار کے گھرانوں کی عورتیں رسم جہیز میں زیادہ پھنسی ہیں جہاں انھیں جائداد کی تقسیم سے بچنے کیلئے اس فارمولے پر عمل کروایا جاتا ہے۔قارئین مناسب سمجھوں گا کہ اس موقعہ سے استفادہ کرتے ہوئے یہ بیان کروں کہ کیا عورتیں واقعی بے عقل ہوتی ہیں یا یہ

ان کے خلاف ایک پروپیگنڈا ہے۔ جہیز عورت کی عزت نہیں ہے بلکہ سرمایہ داروں کی فرعونیت نخوت تکبر و غرور خود نمائی ہے قارون نمائی ہے جہاں اللہ سبحانہ نے نقل کیا ہے "فخرج علی قومہ فی زینتہ" اگر یہ لوگ مسلمان ہوتے تو فریب دھوکہ دہی سے پرہیز کرنے والے ہوتے، آٹا چینی کے تھیلے سے انسان دوستی دکھانے والے واقعی رحم دل ہوتے تو اپنی بیٹی کے جہیز کو اس امت کو لعنت جہیز سے نجات دلانے کیلئے خرچ کرتے۔ مسلمان مرد و عورتوں کے دانشوران کو جمع کر کے اس کے برے اثرات پر اظہار خیال کرتے۔

عورتیں ناقص العقل ہوتی ہیں

امیر المومنین نے فرمایا:

"عورتوں کی اطاعت نہ کرو اپنے مال پر ان کو امین مت بناؤ ان کو گھر کی تدبیر مت سونپو اگر ان کو ایسے چھوڑ دو گے تو ہلاکت میں پھینک دو گے ان کا کوئی دین نہیں ہے خیر وہ بھول جاتی ہیں شر کو حفظ کرتی ہیں۔"

"ولا تهیجوا النساء باذی وان ستمن اعراضکم و سببن امرائکم فانهن ضعیفات القوی والانفس والعقول" "اور عورتوں کو اذیت نہیں دینا چاہیے وہ تمھیں گالیاں ہی کیوں نہ دیں اور تمہارے حکام کو برا بھلا ہی کیوں نہ کہیں کہ یہ قوت نفس اور عقل کے اعتبار سے کمزور ہیں۔"

(خ:۱۴)

"ان النساء نواقص الایمان، نواقص الخطوط، نواقص العقل" "یاد رکھو کہ عورتیں ایمان کے اعتبار سے، میراث کے حصہ کے اعتبار سے اور عقل کے اعتبار سے ناقص ہوتی ہیں۔"

(خ:۸۰)

پیغمبر ﷺ نے فرمایا:

"عورتوں سے مشورہ کریں اور ان کی مخالفت کریں یا عورتوں سے مشورہ کرنے سے باز رہیں ان کی رائے ضعیف ہے ارادہ کمزور ہے ان کی باتوں کو رد کریں۔"

پیغمبرؐ نے فرمایا:

"یہ ناقص عقل و دین ہے۔"

عورتوں سے مشورہ نہ لو اور اگر لو تو اس کے برخلاف عمل کرو۔

وہب بن منبہ نے نقل کیا ہے:

"اللہ نے عورتوں کو دس خصلتوں سے سزا دی ہے۔"

عورتیں عقل نہیں رکھتی ہیں اس کے چند توجیھات یا دلائل پیش کرتے ہیں:

۱۔ عقلاء کہتے ہیں عورتیں عقل نہیں رکھتی ہیں۔

۲۔ انہوں نے عورتیں عقل نہیں رکھتی ہیں اس کا استدلال آیت ارث و شبھات سے کیا ہے۔

۳۔ جن آیات و روایات سے عورت کے ناقص العقل ہونے کے بارے میں استدلال کیا جاتا ہے اسکے چندین احتمالات ہوسکتے ہیں:

۱۔ عام طور پر عورت میں مرد سے کم عقل ہوتی ہیں۔

۲۔ عام طور پر عورتیں ناقص العقل ہوتی ہیں۔

۳۔ بعض عورتیں ناقص ہوتی ہیں۔

۴۔ ان کے مصروفیات کی وجہ سے مردوں سے کم عقل رکھتی ہیں۔

۵۔ عورت مخالف گروہوں کا پروپیگنڈہ ہے عورتوں کو اپنے مقاصد منافع کیلئے استعمال کرنے کی خاطر خامی ہونے کو ثابت کرنے کیلئے کہا گیا ہے۔ وہ عورتوں جو کہ سنگین ترین جرائم کا ارتکاب کرتی ہیں ان کے جرائم پر پردہ ڈالنے اور ان کو سزا سے چھڑوانے ان کی سزا کو کم کرنے کیلئے عورتوں کو ناقص العقل کہا گیا ہے۔

۶۔ عورتوں کو دین اسلام کے خلاف باغی طاغی بنانے کیلئے اچھالا ہے۔ لہٰذا اس مسئلہ کو بنیاد سے اٹھانے کی ضرورت ہے ہم عقل کو لغت اور قرآن و سنت کی روشنی میں اٹھائیں گے نیز عقل و نقل سے استدلال پیش کریں گے۔ لیکن پہلے خود عقل کے لغت و اصطلاح میں معنی و مصادیق کو پیش کرتے ہیں۔

عقل

اہل لغت کے پاس عقل کے بہت سے معنی ہیں۔ابن فارس نے کہا ہے ''ع۔ق۔ل''اس کا ایک ہی اصل ہے باقی اس سے قیاس ہیں۔یہ کسی چیز کو کسی چیز پر حبس کرنے اور باندھنے کو کہتے ہیں۔عقل کے معنی حبس یا منع کرنا ہے یہیں سے اونٹ کو باندھنے والی رسی کو عقال کہتے ہیں کیونکہ یہ اسے بھاگنے سے روکتی ہے۔معقل اسے کہتے ہیں جسکی طرف انسان پناہ لیتا ہے،وہ اسے دشمن درندوں سے پناہ دیتا ہے روکتا ہے۔حیوان سے تمیز دیتے ہوئے انسان کو عاقل کہا گیا ہے یعنی ہلاکت وتباہی سے روکتا ہے۔اسی مناسبت سے عرب نے انسان کے اندر موجود اس طاقت کو عقل کہا ہے کیونکہ وہ بہت سی اشیاء سے انسان کو روکتی ہے صحاح لغت میں لکھتے ہیں عقل پتھر کو کہتے ہیں اگر یہ طاقت انسان کے پاس نہ ہوتی تو یہ دوسروں سے ممتاز نہ ہوتا۔

جس طرح رسی اونٹ کو سر مارنے سے روکتی ہے اگر چہ رسی اونٹ میں ایک شئے مادی اور محسوس ہے، عقل انسان کے اندر مادی نہیں گر چہ عقل کا ٹھکانہ،منزل،جسم انسان ہی ہے۔اس کے سر ٗدل یا تمام اعضاء میں سرایان ہے لیکن محسوس چیز نہیں لہذا علماء نے عقل کی تعریف میں کہا ہے یہ ایک ملکہ ہے یا قوت یا نور ہے۔محاسبی نے کہا ہے یہ ایک غریزہ ہے جسے اللہ نے اپنے امتحان شدہ بندوں میں ودیعت کیا ہے۔اسے نہ جسم کہہ سکتے ہیں نہ کسی رنگ سے صفت دے سکتے ہیں اس کی تعریف صرف فعل سے کی جاتی ہے۔جن لوگوں نے عقل کی تعریف میں کہا ہے کہ یہ ایک جوہر ہے ان کی مراد یہ نہیں کہ وہ مادہ سے الگ اور مستقل چیز اور قائم بہ نفس ہے جیسے یونان والے کہتے تھے۔ بلکہ عقل ایک جوہر ہے اس سے مراد اس کا فعل دیگر اعضاء مادی جیسے کان ٗ آنکھ سے مختلف ہوتا ہے اور یہ کہنا کہ وہ مادہ نہیں مادہ سے جدا ہے یعنی مدرکات حسی سے پہلے ہے ایسا نہیں بلکہ یہ مادہ کا جڑواں ہے۔جرجانی نے عقل کے بارے میں کہا ہے جوہر مجرد ہے مادہ سے اپنی ذات میں،لیکن مادہ کے ساتھ ہے فعل میں لہذا یہ جوہر روحانی ہے۔ اللہ نے اسے بدن میں خلق کیا ہے۔قرآن نے عقل کے تمام مشتقات یا مرادفات میں قدر و قیمت افعال عقل سے کی ہے جو صاحبان عقل سے صادر ہوتے ہیں۔

صحاح لغت میں لکھا ہے عقل پتھر کو کہتے ہیں۔بعض نے کہا ہے اشیاء کے حسن وقبح کمال ونقص کے علم کو عقل کہتے ہیں۔بعض نے کہا ہے دو خیر میں بہتر خیر،دو شر میں سے بدتر شر کی تمیز کرنے کو عقل کہتے ہیں۔راغب کے

بقول عقل اس قوت کو کہتے ہیں جو علم قبول کرنے کیلئے آمادہ ہو۔جس سے انسان استنباط کرتے ہیں۔

انسانوں میں عقل کے حوالے سے فرق کی بنیاد کیا ہے۔عقل کوئی ایسی چیز نہیں جو انسان کے وجود کے باہر سے بطور عطیہ دی جاتی ہے۔عقل کوئی ایسی چیز نہیں جو خلقت کائنات سے پہلے خلق ہوئی جیسا کہ بعض روایات میں آیا ہے جو باطنیوں کی وضع کردہ ہیں۔عقل انسان کے وجود میں آنے کے بعد دیگر چیزوں کے ساتھ رشد پاتی ہے۔عقل کے کارکن حواس خمسہ ہیں۔حواس خمسہ کے استعمال کے تناسب سے عقل میں درجات آتے ہیں۔اسی لئے کہتے ہیں جس کسی نے ایک حس کھوئی اس نے ایک علم کے شعبہ کو کھویا ہے۔اگر کوئی سرمایہ دار کاروباری عقل کا حامل ہے تو اس کے پاس عقل دین نہیں ہوگی،اس کے پاس دین متاع بازار ہے۔میکانیکی کے پاس عقل سیاست نہیں ہوگی۔اس تناسب سے عورتوں کے پاس وہ عقل ہے جس میں وہ مصروف ہوتی ہیں۔ایک مرد ڈاکٹر اور عورت ڈاکٹر کی تشخیص میں کیا فرق انکے مرد اور عورت ہونے میں ہے۔جس انداز سے عورتیں بچوں کی تربیت کرتی ہیں کیا یہ عمل عقل کے بغیر انجام پاتا ہے۔

قرآن کریم میں سورہ یوسف ۲۸ آیا ہے عزیز مصر نے اپنی بیوی اور دیگر عورتوں سے خطاب میں کہا

﴿قَالَ إِنَّهُ مِن كَيْدِكُنَّ إِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيمٌ﴾ ''تو کہنے لگا یقیناً یہ عورتوں کی چالبازیاں ہیں بے شک تمہاری چالیں غضب کی ہوتی ہیں''۔ (یوسف:۲۸)

عورتوں کے مکر دوسروں کے مکر سے بڑے ہیں۔کید کسے کہتے ہیں اس سلسلہ میں علامہ شعراوی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کید اس حیلہ وچارہ کو کہتے ہیں جہاں انسان ضعیف اپنے ضعف کی وجہ سے آمنے سامنے مقابلہ نہیں کرسکتا۔عقل کا مصدر تجربہ ہے لہٰذا کہا جاتا ہے جس کسی نے ایک عضو حس کھویا اس نے اس میں عقل کھوئی ہے۔من فقد حسا فقد فقد علماء عقل جمع معلومات کسی کام کی نہیں علم ایک سے دوسری معلومات کو جوڑ کر نتیجہ لینے کا نام ہے،جو انسان آموزکار معلومات کو ایک دوسرے سے جوڑنے کا عادی ہے وہ عاقل ہے۔اور جو تنہا اہل معلومات ہیں وہ خزانچی معلومات کی حد تک ہیں۔ہارون رشید نے اپنے استاد عالم دور اصمعی سے کہا آپ عالم ہیں اور ہم عاقل ہیں لہٰذا ہمارے سوال کا حد سے زیادہ جواب نہ دیں۔جہاں انسان کی عقل میں کمزوری آتی ہے وہاں سے وہ اغواء ہوتا ہے۔سرمایہ دار علماء کو اغوا کرنے میں جلدی کامیاب ہوتے ہیں کیونکہ وہ ان کی کمزوری کی طرف سے آتے ہیں۔

اللہ سبحانہ نے جہاں اپنے اوامر و نواہی پر عمل کرنے کا حکم دیا ہے وہاں مرد و عورت کو یکساں خطاب کیا ہے۔ مسلمان مرد و عورتیں اپنی ذلت و خواری میں این جی اوز کے تعاون سے روز افزوں اضافہ کر رہے ہیں، جبکہ وہ انھیں مزید بیوقوف بنا رہے ہیں۔ ملک کی اعلیٰ درسگاہوں سے فارغ خواتین کہتی ہیں گھر میں کسی نے تعویذ کئے ہیں، کسی نے ہم پر جادو کیا ہے۔ لیکن یہ سحر، جادو، دم و درود اور تعویذ کسی نے نہیں کئے بلکہ یہ آپکے اپنے ہاتھوں کی کمائی ہے۔

قرآن کریم کے خطابات میں جہاں یا ایھا الناس، الذی آمنوا آیا ہے وہاں انجام اوامر و فرائض و ترک محرمات و نواہی میں مرد و عورت کے درمیان فرق نہیں رکھا گیا۔ خطابات الٰہی عقلا سے ہیں اگر عورتیں عقل میں مردوں سے کم ہوتیں تو یقیناً خطاب جدا جدا ہوتے۔ عقل تجربات سے ہے، جس چیز میں تجربہ ہے اسی تناسب سے عقل آتی ہے۔ مزاج و روح شریعت اسلامی سے ثابت ہے عورتیں مردوں سے پہلے عاقل ہو جاتی ہیں اس کی دو دلیل ہیں:

ا۔ تکالیف شرعیہ عورتوں پر مردوں سے چند سال پہلے عائد ہوتی ہیں

اصطلاح فقہاء میں عقل کی یوں تعریف کی گئی ہے کہ عقل اس علم کو کہتے ہیں جو وجوب واجب، استحالہ مستحلات، جواز جائزات، غریضہ، ضروریات کو کہتے ہیں دائرہ معارف قرن عشرین میں آیا ہے عقل وہ ہے جس سے اشیاء کو جوں کا توں پہچانا جاتا ہے۔ بعض نے کہا یہ ایک غریزہ ہے جس کے تحت انسان کو ضروریات کا علم ہوتا ہے جہاں اس کے حواس سالم ہوں۔ غریزہ سے مراد فطرت اور ضروریات سے مراد وہ قضایا ہے جس میں اولیات مشاہدات تجربیات حدث متواترات فطریات آتے ہیں۔ آلات سے مراد حواس ظاہری و باطنی ہیں۔ علم ضروریات کے لئے سلامتی حواس کا ہونا ضروری ہے۔ یہ سب کچھ وہ تھا جسے ہم عقل کے حوالے سے جانتے ہیں جبکہ حقیقت عقل تک ابھی تک کوئی نہیں پہنچا جو کچھ اس کے بارے میں کہا گیا ہے وہ سب گمان پر مشتمل ہے اس کے بارے میں کوئی دلیل ثابت نہیں ہے۔

امیر المومنین علی نے فرمایا عقل دو قسم کی ہے یعنی عقل مطبوع و عقل مسموع۔ عقل مطبوع فائدہ نہیں دیتی جب تک عقل مسموع نہ ہو۔ اسی طرح جس طرح سورج کی روشنی اس وقت تک فائدہ مند نہیں جب تک انسان کی آنکھ میں روشنی نہ ہو۔ یہاں وہ عقل مراد ہے جو انسان کو ہدایت کی طرف رہنمائی کرے اور اسے ہلاکت سے باز رکھے۔

اس حوالے سے آیت میں آیا ہے۔

﴿وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ وَمَا يَعْقِلُهَا إِلَّا الْعَالِمُونَ﴾ ''اور یہ مثالیں ہیں جو بیان کرتے ہیں ہم انسانوں کیلئے اور نہیں سمجھتے ان باتوں کو مگر اہل علم''۔(عنکبوت:۴۳)

۲۔عورتیں عقل از دواج میں مردوں سے پہلے ہیں

اس مرحلہ پر پہنچنے کے بعد وہ خود کو والدین بھائیوں سے زیادہ شوہر کے سائے کو محفوظ سمجھتی ہیں۔لیکن یہاں ایک نا قابل انکار حقیقت بھی ہے وہ یہ کہ عقل کا ایک چیز تک محدود ہونے کے بعد اس کا رشد رک جاتا ہے چاہے مرد ہو یا عورتیں۔انسان اس چیز میں عاقل ہوتا ہے جس کے بارے میں غور فکر کرتا رہتا ہے۔جبکہ بعض چیزوں کے بارے میں غور وفکر عقلاء کے نزدیک ایک بے وقوفی ہوتا ہے۔جیسے خواتین کی عقل اس میں گھومتی ہے کہ میں کس قدر زیوارات میں اپنی سسرال جاؤں کہ ان پر میری دھاک بیٹھ جائے۔میرے اور میری بھابھی کے بار میں کتنا فرق ہے وغیرہ۔جبکہ عند القرآن سونا جمع کرنے والوں کو اللہ تعالی نے جہنم کی وعید دی ہے۔

(کتاب مراۃ العقول شرح اخبار رسول تالیف علامہ مجلسی ج ا ص ۲۵)

علامہ مجلسی اصول کافی کی پہلی حدیث کی شرح میں بطور تمہید لکھتے ہیں ابواب عقل کو سمجھنا متفق ماہیت عقل و آراء اصطلاح علماء بیان کرنے پر ہے:

عقل اشیاء کو تعقل کرنا اور اس کے لغوی معنی سمجھنے کو کہتے ہیں اصطلاح میں مندرجہ ذیل معنی کیلئے استعمال ہوا ہے:

۱۔ خیر و شر کو الگ الگ درک کرنا اور دونوں کے درمیان تمیز کرنے کو کہتے ہیں اسباب امورات کے اسباب میں سبب کو جاننے کو کہتے ہیں اس کے انجام وانتہاء سے واقف ہونے کو کہتے ہیں۔

۲۔ ایک ملکہ یا حالت ہے جو نفس انسانی میں طاری ہوتا ہے جو انسان کو خیرات اور منافع کو انتخاب کرنے اور شرور و مضرات سے باز آنے کو کہتے ہیں اسی سے انسان کے نفس کو تقویت ملتی ہے کہ شہوانی اور غضبی لشکر کو مسترد کریں، شیطانی وسوسوں کو رد کریں۔

۳۔ اس قوت کو کہتے ہیں جو انسان اپنے معاش کو چلانے کیلئے استعمال کرتے ہیں اگر قانون شرع کے

موافق ہےتو شریعت اس کو مستحسن قرار دیتی ہے اس کو عقل معاش کہتے ہیں یہ اخبار میں ممدوح اور پسندیدہ چیز ہے اگر اس کو ایسے امور میں استعمال کریں جو امور باطلہ ہیں فاسد حیلہ ہیں تو اس کو لسان شریعت میں نکراہ اور شیطنت کہتے ہیں۔

عقل کی لغت اور اصطلاح شریعت میں معانی و مصادیق کو بیان کرنے کے بعد اب عرض کریں گے کہ کیا یہ روایات جو ضرب المثل ہیں کہ عورتیں ناقص العقل ہوتی ہیں یا یہ ایک جھوٹ ہے یا یہ ایک اغفال گری ہے یا ان کے جرائم کو چھپانے کے لئے پردہ ڈالنے یا ان کی سزائیں کم کرنے کیلئے گھڑی گئی ہیں۔

قرآن کریم میں جہاں کفار کے عدم عقل کی مذمت کی ہے اس سے مراد عقل مسموع ہے جیسا کہ میں بیان ہوا ہے

﴿وَ مَثَلُ الَّذِينَ كَفَرُوا كَمَثَلِ الَّذِي يَنْعِقُ بِمَا لَا يَسْمَعُ إِلَّا دُعَاءً وَنِدَاءً صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَعْقِلُونَ﴾ ''اور مثال ان لوگوں کی جنہوں نے کفر کیا ایسی ہے جیسے کوئی شخص پکارے ان کو جو نہیں سنتے سوائے پکارنے اور چلانے کے بہرے ہیں' گونگے ہیں اندھے ہیں سو وہ کچھ نہیں سمجھتے ہیں۔''(بقرہ:۱۷۱)

جہاں انسان سے تکلیف اٹھائی ہے کیونکہ عقل نہیں اس سے مراد عقل مطبوع ہے۔ابو عمالی نے ارشاد میں کہا ہے عقل سے مراد علوم ضروریہ ہیں جس سے انسان ایک سے دوسری چیز کی تمیز کرتا ہے۔عقل کے معانی میں اہل لغت کہتے ہیں جس سے انسان دیگر حیوانات سے غیر ہوتا ہے عاقل وہ ہے جو چیز کو درک کرتا ہے یا وہ جو اپنے نفس کو ہلاکت سے باز رکھتا ہے کلمہ عقل اعتقال لسان سے آیا ہے زبان روک کر رکھیں بات نہ کریں معقول اسے کہتے ہیں جو دل میں باندھ کر رکھتا ہے اس نے اعتقال کیا یعنی زبان کو روک کر رکھا ہے شخص معقول وہ ہے جو مطالب کو عقل میں باندھ کر رکھا ہے چنانچہ قرآن کریم میں انہی معنوں میں آیا ہے:

﴿وَلَوْ أَنَّهُمْ صَبَرُوا حَتَّى تَخْرُجَ إِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَهُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾ ''اور اگر وہ صبر کرتے یہاں تک کہ تم نکل کر آجاتے ان کے پاس تو ہوتا یہ کہیں بہتر ان کیلئے اور اللہ ہے بہت درگزر فرمانے والا اور ہر حالت میں رحم کرنے والا''۔(حجرات:۵)

﴿ اَفَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِنَ الْقُرُوْنِ يَمْشُوْنَ فِي مَسَاكِنِهِمْ اِنَّ فِي ذٰلِكَ لَآيَاتٍ لِاُولِي النُّهٰى ﴾ ’’تو کیا پھر نہیں رہنمائی ملی ان کو کتنی ہی ہلاک کی ہیں ہم نے ان سے پہلے قومیں کہ چل رہے ہیں یہ ان کی بستیوں میں بے شک اس میں بہت سی نشانیاں ہیں اہل عقل کیلئے۔‘‘

(طٰہٰ:۱۲۸)

﴿ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَسَلَكَهُ يَنَابِيْعَ فِي الْاَرْضِ ثُمَّ يُخْرِجُ بِهِ زَرْعًا مُخْتَلِفًا اَلْوَانُهُ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرَاهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَجْعَلُهُ حُطَامًا اِنَّ فِي ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِاُولِي الْاَلْبَابِ ﴾ ’’کیا نہیں دیکھتے تم کہ اللہ نے برسایا ہے آسمان سے پانی پھر جاری کیا ہے اسے سوتوں اور چشموں کی شکل میں زمین کے اندر پھر نکلتا ہے اس پانی کے ذریعہ سے کھیتیاں ایسی کہ مختلف ہیں ان کی قسمیں پھر وہ پک کر سوکھ جاتی ہیں پھر تم دیکھتے ہو انہیں زرد پھر آخر کار کر دیتا ہے انہیں چورا چورا بلاشبہ اس میں ہے بڑی نصیحت عقل مندوں کیلئے‘‘۔(زمر:۲۱)

۴۔ نفس انسانی کے مراتب استعداد کو کہتے ہیں نفس انسانی کے استعداد کے چار مراتب عقل ہیولائی عقل بالملکہ عقل بالفعل اور عقل مستفات بیان کئے ہیں۔

۵۔ عقل ناطقہ انسانی ہے جس سے اسے عام حیوانات سے تمیز کیا جاتا ہے۔فلاسفہ نے کہا ہے یہ ایک جوہر مجرد قدیم ہے مادہ سے نہ ذاتاً مربوط ہے نہ فعلاً۔اس رائے کو قبول کرنے سے بہت سے ضروریات دین سے ہاتھ دھونا پڑے گا منکر ہونا پڑھے گا جیسے حدوث عالم وغیرہ۔

قارئین کرام! عقل کے معانی لغت میں بیان کرنے کے بعد اس کے مصادیق شریعت غراء کے فقہا و حکماء عظام کے بیان کردہ مصادیق کا خلاصہ کرتے ہیں:

۱۔ عقل کسی چیز کو کسی محفوظ خیر سے یا محفوظ جگہ میں محفوظ کرنے کو کہتے ہیں۔کیا یہ عقل عورت میں بطور ناقص پائی جاتی ہے۔مرد و عورت جاہل و عالم سب کا اتفاق ہے عورت خود کو ماں باپ بھائی اعمام و اخوال سے زیادہ شوہر کے سایے میں زیادہ محفوظ سمجھتی ہے یہ عقل عورت میں مردوں سے پہلے اور زیادہ پائی جاتی ہے۔

۲۔ عقل بمعنی علم میں عورتیں درسگاہوں میں مردوں سے زیادہ نمبر پر پاس ہوتی ہیں۔
۳۔ عقل توجہ تکلیف واحکام شرعیہ میں مردوں سے پہلے صلاحیت واہلیت لیتی ہے نیز مخاطب شارع بننے میں مردوں سے کوئی فرق نہیں رکھتی ہیں۔
۴۔ عقل استعمال وسائل موصلہ اور غایات مطلوبہ ہے اس حوالے سے ان کے کید کو قرآن نے کید عظیم کہا ہے۔
۵۔ کہتے ہیں عورتوں سے مشورہ نہ لیں۔عورتوں کی مذمت میں وارد روایات واقوال حکماء میں آیا ہے اللہ سے ڈرو اس انسان سے جو ہوائے نفس کی پیروی کرتا ہے۔عورتوں سے مشورہ نہ لو ان کی رائے ضعیف اور ناقص ہوتی ہے ان کے ارادہ کمزور ہوتے ہیں۔کہ عورتوں سے مشورہ نہ کریں اگر کریں تو مخالفت کریں کہاں تک درست ہے۔

مشورہ

قارئین کرام مشورت کا عنوان ایک بڑا عنوان ہے۔آئیں دیکھتے ہیں یہ بات کہاں تک درست ہے یا اس کی بھی ہدایت و رہنمائی کے احکامات ہیں اس میں حدود و قیود مشاورت بیان ہوئی ہے مشورہ عورتوں سے نہیں لینا چاہیے یا خاص مردوں سے لینا چاہیے۔جہاں عورتوں سے مشورہ نہ لینے کیلئے کہا ہے بہت سے مردوں سے بھی نہ لینے کیلئے کہا ہے۔

قیس نے اپنے بیٹے سے کہا ایک مصروف انسان سے مشورہ نہ کرو اگر چہ عاقل ہی کیوں نہ ہو۔بھوکے انسان سے مشورہ نہ لو اگر چہ سمجھ دار ہی کیوں نہ ہو،خوفزدہ سے مشورہ مت کرو اگر چہ وہ نصیحت کنندہ کیوں نہ ہو،پریشان حال انسان سے مشورہ نہ لو گر چہ وہ کلی طور پر ذہین ہی کیوں نہ ہو عقل رکھتا ہو،پریشانی میں سوچتا ہے لیکن اس سے رائے نہیں نکلتی،اس کی رائے کی تصدیق مت کرو۔اپنے مشورہ میں بخیل کو شامل نہ کرو کیونکہ تمہیں کوتاہی کی طرف رکھے گا،بزدل سے مشورہ نہ کرو تمہیں خوف دلائے گا،لالچی سے مشورہ نہ کرو جو غیر متوقع چیزوں کی تمہیں طمع دلائے گا،بزدلی حریص بخیل ہیں تینوں سوءظن پر مبنی ہیں،فقیر سے مشورہ نہ کرو عمر نے کہا صاحب حاجت احمق

ہوتا ہے وہ صحیح رائے تک نہیں پہنچ سکتا۔

مشورہ جہاں کہیں بھی ہو عامۃ الناس دوست احباب جاننے والے سے نہیں بلکہ کسی تجربہ کار سے مخصوص ہے۔اس مسئلے سے واسطہ آشنا تجربہ کار سے مشورہ لینا ہے لہٰذا کتاب محاضرات ادباء میں آیا ہے قرآن کریم میں مشورہ کرنے کا حکم دیتے وقت عورتوں کو استثنا نہیں کیا بلکہ حکم عام دیا ہے کہ نبی کریم نے حدیبیہ کے موقعہ پر ام سلمہ سے مشورہ لیا۔عبداللہ بن زبیر نے اپنے آخری لمحات میں اپنی اسی نوے سالہ بوڑھی ماں سے مشورہ لیا۔

(المنتظم فی التاریخ ملوک والامم ج ۶ ص ۱۲۵)

علماء سیر لکھتے ہیں جب عبداللہ بن زبیر کے لشکر اصحاب نے اسے تنہا چھوڑا اور سب حجاج بن یوسف کی امان میں چلے گئے یہاں تک اس کے دو بیٹے حمزہ و حبیب بھی حجاج سے جا ملے۔عبداللہ بن زبیر اپنی ماں اسماء بنت ابی بکر کے پاس گئے ماں سے کہا اماں لوگوں نے مجھے تنہا چھوڑا ہے حتیٰ کہ میری اولاد نے بھی مجھے تنہا چھوڑا ہے اس وقت میرے ساتھ کوئی بھی نہیں۔میں صرف ایک دو گھنٹے اپنا دفاع کرسکتا ہوں۔آپ کیا کہتی ہے اسماء نے کہا آپ جانتے ہیں اپنے نفس کو،اللہ کے ساتھ اپنے حساب کو صاف کرو۔اگر تم جانتے ہو کہ تم حق پر تھے اور لوگوں کو حق کی طرف دعوت دے رہے تھے تو تمہیں اس پر باقی رہنا چاہیے تمہارے تمام اصحاب قتل ہوئے ہیں اور اگر تم اپنی گردن کو دشمن کے سامنے نہیں دو گے تو تم سے بدتر کوئی نہیں ہوگا۔تمہارے اصحاب نہیں رہے تو تم ضعف دکھاؤ تو یہ آزاد مردوں کی سوچ نہیں اہل دین اس طرح نہیں سوچتے۔تم کتنے دن زندہ رہ سکو گے۔یہ سننے کے بعد زبیر آگے بڑھا اور اپنی ماں کے سر کو بوسہ دیا اور کہنے لگا میں اللہ کے لئے نکلا ہوں لیکن میں چاہتا تھا آپ کی رائے سے آگاہ ہوں۔مجھے آج کے دن قتل ہونا ہے آپ زیادہ پریشان نہ ہوں خود کو اللہ کے حوالہ کریں آپ کے بیٹے نے کوئی گناہ کبیرہ نہیں کیا،کسی مسلمان پر ظلم نہیں کیا ہے نہ میرے والیوں نے کوئی ظلم کیا ہے۔مجھے دعاؤں میں یاد رکھیے۔یہ لوگ میرا مثلہ کریں گے تو اسماء نے کہا بیٹا جب گوسفند ذبح ہوتا ہے تو اس کی کھال اتارنے سے اس کو درد نہیں ہوتا۔کیا اسماء بنت ابی بکر اسی سال عمر والی عورت اس وقت کے خلیفہ مسلمین سے زیادہ عقل نہیں رکھتی تھی۔

کیا ملکہ سباء بے عقل تھی جس کا ذکر سورہ نمل آیت ۳۵ میں ملتا ہے؟

﴿وَإِنِّي مُرْسِلَةٌ إِلَيْهِم بِهَدِيَّةٍ فَنَاظِرَةٌ بِمَ يَرْجِعُ الْمُرْسَلُونَ﴾ ''اور میں بھیج رہی ہوں ان کی

طرف ایک ہدیہ پھر دیکھتی ہوں کیا جواب لے کر پلٹتے ہیں سفیر''۔

اس نے اپنے ملک کے عقلاء سیاست دان جنگجو کو بلا کر کہا مجھے ایک خط سلیمان کی طرف سے آیا ہے اس میں دوٹوک تہدید کی گئی ہے کہ تسلیم ہو جاؤ ورنہ جنگ کیلئے تیار ہو جاو۔ اس کے بعد کہنے لگی دیکھو بادشاہ اقتدار کی لالچ میں کسی بھی حرم و جنایت کا پاس نہیں کرتے۔ جب حملہ آور ہوتے ہیں تو آبادیوں کو ویران کرتے ہیں عزیزوں کو ذلیل کرتے ہیں چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے

﴿قَالَتْ إِنَّ الْمُلُوكَ إِذَا دَخَلُوا قَرْيَةً أَفْسَدُوهَا وَجَعَلُوا أَعِزَّةَ أَهْلِهَا أَذِلَّةً وَكَذَٰلِكَ يَفْعَلُونَ﴾ ''ملکہ کہنے لگی بلاشبہ بادشاہ جب داخل ہوتے ہیں کسی بستی میں تو اجاڑ دیتے ہیں اسے اور کردیتے ہیں وہاں کے عزت داروں کو ذلیل اور ایسا ہی یہ بھی کریں گے''۔(نمل:۳۴)

معاویہ نے ایک یمنی نے کہا کہ تمہاری قوم کتنی جاہل تھی یہاں تک انہوں نے ایک عورت کو اپنے اوپر حاکم بنایا تو اس نے معاویہ سے کہا میری قوم سے زیادہ آپ کی قوم جاہل ہے جب آپ کے نبی نے ان کو دین کی طرف دعوت دی تو انہوں نے کہا اگر یہ دین تیری طرف سے حق ہے تو ہمارے اوپر پتھر برسایہ نہیں کہا اگر یہ بات حق ہے تیری طرف سے تو ہماری ہدایت فرما۔ کیا بات حق ہونے کے بعد اللہ سے پتھر برسانے کی دعا کرنا عقل کی بات ہے؟

﴿فَلَمَّا جَاءَ أَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً مِنْ سِجِّيلٍ مَنْضُودٍ﴾ ''پھر جب آیا ہمارا عذاب تو کردیا ہم نے اس بستی کو تلپٹ اور برسائے ہم نے اس پر پتھر کھنگرے کے لگاتار''۔(ہود:۸۲)

عورتیں انسان ہیں انسان کا تشخص عقل ہے چاہے مرد ہو یا عورت لیکن ہر ایک کا میدان عقل موضوع عقل ایک دوسرے سے مختلف ہوتا ہے مردوں کی عقل دولت بنانا ہوتا ہے عورتوں کی چوڑیاں بالیاں اور ہار بنانا ہوتی ہے سب سے زیادہ عاقلہ عورت وہ ہے جو اپنے لئے چندین سیٹ زیورات بنائیں وہ اپنی عزت اس میں سمجھتی ہے مسلمان کا جو بھی حال ہو مصیبت میں ضیق و ذلت میں ہو والدین حزن و کرب و اضطراب میں ہوں مگر ان کو ان کا حق ملنا چاہیے ایک عورت کی عقل یہ تھی کہ یہ میرا ملک ہے کسی ظالم و جابر اور مفسد بادشاہ کے حملہ کا نشان نہ بنے

ویران نہ ہو جائے ''نمل ۴۴'' میں جبکہ آج کی عورتوں کی عقل یہ ہے جتنا ہو سکے باہر والوں سے ساز باز کریں این جی اوز سے لے لیں ملک میں اسلام کی ایسی تیسی ہو جائے۔ ذہن جو کام کرتا ہے اسی میں عقل آجاتی ہے اگر ہماری مسلمان عورتیں تھوڑی دیر کیلئے سوچتی سمجھتی ہوں کہ انھیں اپنے سے زیادہ اپنے دین ملک اور دیگر ماؤں بہنوں کیلئے بھی سوچنا چاہیے تو میں کہوں گا مسلمانوں کی تقدیر بدل جائے گی۔

آپ نے نہیں دیکھا جب بادشاہ امریکہ برطانیہ عراق و افغانستان میں آئے تو شہروں کو اپنے فضائی حملوں سے ویران کیا آپ نے نہیں دیکھا، اسی طرح جب یہ پاکستان میں وزارت یا اعلیٰ عہدوں پر تقرر پاتی ہیں تو بغیر کسی شرم و حیاء کے اجنبیوں سے ہاتھ ملاتی ہیں کھلی بے حیائی کر کے مغرب والوں سے نمبر لیتی ہیں اسی لئے اب وہ مصر ہیں کہ ہمیں عورتوں کو آگے لانا ہے۔

قرآن کریم کے دو سورہ آل عمران ۱۵۹ اور شوریٰ میں اپنے امور میں ایک دوسرے سے مشورہ کرنے کا حکم آیا ہے۔ اس سلسلہ میں محاضرات ادباء ج اص ۲۹ میں آیا ہے ''عقلاء نے کہا ہے ہر وہ شخص جو اہل نصیحت سے مشورہ لیتا ہے وہ شرمندگی سے محفوظ رہتا ہے''۔ نبیؐ کریم نے فرمایا مشورہ ایک قلعہ ہے، ندامت سے بچنے کا ضامن ہے۔ کوئی انسان مشورہ کے بعد ہلاک نہیں ہوتا۔ کسی نے کہا ہے رائے واحد کی مثال خشک مٹی سی ہے جبکہ دو رائے دو دیوار کی مانند ہیں۔

زیاد نے ابی الاسود سے کہا اگر تم بوڑھے نہ ہوتے تو ہم تم سے مشورہ لیتے۔ اس نے کہا اگر تم چاہتے ہو میں لڑوں تو مجھ میں یہ صلاحیت اب موجود نہیں لیکن اگر تم رائے لینا چاہتے ہو تو رائے میرے پاس موجود ہے۔ کہتے ہیں بوڑھوں سے رائے لیا کرو کیونکہ ان پر حالات گزرے ہیں، انھوں نے بہت سے واقعات سے عبرتیں حاصل کی ہیں۔ جبکہ بعض نے کہا ہے مشورے جوانوں سے لو جن کا ذہن تیز ہے۔ عاقل کیلئے مناسب نہیں کہ وہ اپنے صاحب رائے دشمن سے مشورہ لینا چھوڑ دے جہاں نفع و نقصان میں دونوں مشترک ہوں۔ دشمن سے مشورہ لو تا کہ اس کی عداوت کا اندازہ ہو جائے۔ مشورہ فتویٰ لینا نہیں بلکہ اپنی عقل کو جوڑنے کا کام کرنے کیلئے مواقع تلاش کرنا ہے۔

ابن عباس نے کہا ہے انسان صاحب رائے ہوتا ہے جب تک مشورہ صحیح دے جوں ہی دھوکہ دے گا خدا اس

کی یہ نعمت چھین لے گا۔ کہتے ہیں یحیٰ نے کہا اپنے دوست و دشمن کو صحیح مشورہ دو اگر دوست کے لئے ہے تو آپ نے اس کا حق ادا کیا اگر دشمن ہے اور اس نے تمہاری رائے صحیح دیکھی تو تم سے ہیبت کھائے گا۔ بہترین تعاون مشورہ ہے احمق وہ ہے جو دوسروں سے مشورہ نہیں لیتا۔ جو دوستوں سے مشورہ لیتا ہے وہ دشمن سے محفوظ رہتا ہے۔ اپنی نصف رائے کو اپنے بھائی کی رائے سے جوڑیں۔ کہاں اور کس سے مشورہ کرنا ہے اس میں بہت سے مردوں سے مشورہ نہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

معاویہ نے احنف بن قیس سے یزید کی بیعت کے بارے میں مشورہ لیا احنف نے کہا آپ اس کے دن رات، سر وعلانیہ سے آگاہ ہیں اگر آپ سمجھتے ہیں کہ یہ ان کے لئے اور امت کے لئے بہتر ہے تو کسی سے مشورہ نہ کریں، اگر آپ جانتے ہیں یہ امت کی مصلحت میں نہیں ہے تو دنیا انھیں نہ دیں آپ یہاں سے آخرت کی طرف جارہے ہیں۔ ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم آپ کی بات سنیں اور اطاعت کریں گے۔

بعض حکماء مشورے کے خلاف تھے ان کا کہنا ہے کہ جس کسی سے ہم نے مشورہ کیا وہ مغرور ہو گیا اور ہمارے اندر احساس کمتری آئی لہذا مشورہ مت کرو چاہے جو بھی ہو۔ اس وقت اہل روم و فارس مشورہ میں مختلف تھے روم والے کہتے تھے ہمارے پاس ایسے آدمی نہیں ہیں کہ جن سے ہم مشورہ کریں جبکہ فارس والے کہتے تھے ہمارے پاس ایسے افراد نہیں ہیں جن سے ہم بے نیاز رہیں ان کے مشورہ سے۔

مستشار صاحب عقل ہونا چاہیے صاحب اختیار ہونا چاہیے بنی سعد اکثم صیفی کے پاس جمع ہوئے ان سے مشورہ طلب کیا یوم کلاب کے موقعہ پر اس نے کہا بڑھاپے نے میرے بدن پر حملہ کیا ہے میرے پاس وہ تیز ذہن نہیں جو میں اظہار کروں تم لوگ جمع ہو جاؤ بات کرو اگر میرے سے نیک بات گزرے تو میں بتاؤں گا۔

ان اغنى الغنى العقل و اكبر الفقر الحمق

بہترین دولت وثروت عقل ہے اور بدترین فقیری حماقت ہے۔ (خ: ۳۸،۳۷)

وقال عليه السلام: لا غنى كالعقل ولا فقر كالجهل

عقل جیسی کوئی دولت نہیں ہے اور جہالت جیسی کوئی فقیری نہیں ہے۔ (خ: ۵۴،۵۱)

وقال عليه السلام : لا مال اعود من العقل ولا عقل كالتدبير

عقل سے زیادہ فائدہ مند کوئی دولت نہیں اور تدبیر جیسی کوئی عقل نہیں۔ (خ:۱۰۹،۱۱۳)

فان الغاية القيمة: و كفى بذلك و عظالمن عقل

تمہارا مقصد قیامت ہے اور یہی انسان غافل کیلئے وعظ و نصیحت ہے۔ (خ:۱۹۰،۱۱۳)

ما استو دع الله امرا عقلا الا استنقذه به يوما ما.

پروردگار کسی شخص کو عقل عنایت نہیں کرتا مگر یہ کہ ایک دن اسی کے ذریعے اسے ہلاکت سے نکالتا ہے۔ (خ:۳۹۹،۴۰۷)

كفاك من عقلك ما اوضح لك سبل غيك من رشدك.

تمہارے لئے اتنی ہی عقل کافی ہے کہ گمراہی کا راستہ ہدایت کے راستے سے الگ ہو جائے۔ (خ:۴۱۳،۴۲۱)

الحلم غطاء ساتر، والعقل حسام قاطع، فاستر خلل خلقك بحلمك وقاتل هواك بعقلك.

بردباری ڈھانک لینے والا پردہ ہے اور عقل تیز ترین تلوار ہے لہذا اپنے اخلاق کی کمزوریوں کو تحمل سے چھپاؤ اور اپنی خواہشات کا عقل کی تلوار سے مقابلہ کرو۔ (خ:۴۱۶،۴۲۴)

عقلو الدين عقل و عاية و لا عقل سماع و رواية فان رواة العلم كثير و رعاته قليل.

دین کو سمجھا ہے اس کا پاس بھی رکھا ہے نہ اینکہ سنا ہے نقل کیا ہے تحقیق راویان علم کثیر ہے اور راعیان علم قلیل ہیں۔ (خ:۲۳۱،۲۳۹)

اين العقول المستصحبه بمصابيح الهدى.

کہاں ہیں وہ عقلیں جو ہدایت کے چراغوں سے روشنی حاصل کرنے والی ہیں۔ (خ:۱۴۴)

اعقو لا الخبر اذا سمعتموه عقل رعاية لا عقل رواية فان رواة العلم كثير، و رعاته قليل.

جب کسی خبر کو سنو تو عقل کے معیار پر پرکھ لو اور صرف نقل پر بھروسہ نہ کرو کہ علم کے نقل کرنے والے بہت ہوتے ہیں اور سمجھنے والے بہت کم ہوتے ہیں۔(خ:۹۸،۹۴)

اعقل ذلک فان المثل دلیل علی شبهه

اس حقیقت کو سمجھ لو کہ ہر شخص اپنی نظیر کی دلیل ہوا کرتا ہے۔(خ:۱۵۳)

روز بروز تجربات بتاتے ہیں کہ عورتیں ناقص العقل ہوتی ہیں نبیؐ کریم سے مروی حدیث کہ عورتیں سربراہ مملکت نہیں بن سکتیں، اس سے یہ نتیجہ اخذ کرنا کہ عورتیں ناقص العقل ہوتی ہیں یہ تمام تمسکات استدلال فرقہ باطنیہ اور نصیریوں کے ہیں۔جسے بعد میں حقوق خواتین کے علمبرداروں نے اٹھایا ہے۔ان کے تمام تر تمسکات فرقہ خوارج کے حضرت علی کے خلاف اٹھائے جانے والے شعار لاحکم الااللہ سے ملتے ہیں یا اس انسان ملحد کے قول لاتقربوا الصلاۃ کی مانند ہیں۔یہ ایک کلام تام کے نصف کو اٹھا کر اپنا مطلب نکالتے ہیں۔یہ آج کل کی مغربی سیاست کا حصہ ہے کہ پہلے خود مظالم ڈھاتے ہیں اور جب وہ ظلم کی چکی میں پس جاتے ہیں تو ان کے وکیل بن کر لڑتے ہیں۔انھوں نے پہلے عورتوں کو تعلیم کے نام سے عفت'طہارت'شرافت'فضیلت سے نکال کر غیر اسلامی ماحولوں میں اغواء کیا اور جب وہ اجتماعی طور پر مفلوج'زمین گیری کے دور میں داخل ہوئیں تو یہ انکے حمایتی بن کر آتے ہیں۔

انھوں نے عورتوں کو تعلیم کے نام سے مخلوط درسگاہوں میں لے جا کر عفت،طہارت اور شرافت سے نکال کر انھیں غیر اسلامی ماحول کی طرف راغب کیا۔دفتروں کے شیشہ سے نظارہ کرنے والی،اعلیٰ منصب عورتیں مقبور پر مخمل چڑھاتی ہیں،پنجروں پر نالہ گر لگاتی ہیں پھر بھی اپنے آپ کو بے عقل نہیں سمجھتیں۔لیکن اہل عقل کا کہنا ہے انکی عقل ہر جگہ کام نہیں کرتی مثلاً بھٹو کی عقل بعض طاقتوں کی مخالفت کر کے حکومت کرنا تھی اسکی بیٹی کی عقل میں باپ کے قاتلوں سے بھی معاملہ کر کے رہنا تھا۔پھر ان کا کہنا ہے سیاست میں کچھ حرف آخر نہیں ہوتا ہے،ان کی پیروی میں دانشمندان مردوں کا بھی یہی کہنا ہے"سیاست میں سب جائز ہے حرف آخر نہیں ہوتا ہے یعنی دین نہیں ہوتا ہے"سیاست دین سے اوپر کوئی چیز ہے یعنی الحاد کفر وفسق۔ہمارے ملک کے سربراہان نے شکست کھا کر ملک میں آنے والوں کو ہار پہنائے ان کے اعزاز میں ملک میں چھٹی نہیں کی؟عورتوں کو بے عقل کہنے والے کسی اجتماع

میں یہ کہہ کر دیکھیں کہ بے نظیر بے عقل تھی پھر دیکھیں انکا کیا انجام ہوتا ہے۔اس ملک کے عقل فرعون کے مدعی کہتے ہیں ہم بے نظیر کے فلسفہ پر چلتے ہیں۔بنی امیہ اور بنی عباس وسیع وعریض حکومت کے حامل تھے لیکن انکے خلفاء عیش وعشرت، کبوتر بازی میں مصروف ہوتے۔اپنی جاہل اولادوں کو انھوں نے حاکم بنایا۔ہارون الرشید نے اپنے استاد اصمعی سے کہا تھا آپ عالم ہیں اور ہم عاقل لیکن اپنے بعد اپنے چار بیٹوں کو ولی عہدی سونپی۔بیک وقت مملکت کو دو بیٹوں میں مستقل کر کے ولی عہد بنا کر ایک دوسرے کا قاتل بنایا۔معاویہ جیسے عقلاء کو بے رغمال بنانے والے نے اپنے جاہل اوباش کبوتر باز بیٹے کو امت اسلامی کا سربراہ بنایا کیا یہ مثالیں عقل ناقص کی مثالیں نہیں ہیں۔

لہٰذا یہ جو کہتے ہیں کہ عورتیں عقل نہیں رکھتی ہے وہ خود عقل نہیں رکھتے ہیں حقائق کے مصادر دیکھے بغیر فتویٰ دیتے ہیں دنیا میں تین قسم کی عورتیں ہیں:

۱۔ مغربی ومشرقی الحادی عورتیں انکی عقل یہی ہے ان حی الا حیاتنا الدنیا لہٰذا وہ اپنی دنیا بنانے کے لئے سوچتی ہیں دنیا بناتی ہیں اور بنائی دنیا دکھاتی ہیں۔

۲۔ مسلمان فاسقہ وفاجرہ عورتیں ہیں جن کی عقل یہ ہے کہ وہ کسی نہ کسی طرح سے وہاں پہنچیں جہاں ان کو وہاں کی نمائندگی ملے جس کیلئے وہ کوشش کرتی رہتی ہیں پورے پندرہ کروڑ مسلمانوں کو تف کر کے مغرب والوں کو خوش کرتی ہیں۔

۳۔ مسلمان مومنات والی عورتیں ان کی عقل کہتی ہے کہ عورت کی تمام عزت وآبرو چوڑیوں وبالیوں میں ہے ان کو کسی بھی حوالے سے حاصل کرنا ہے چنانچہ وہ حاصل کرتی ہیں۔

معقولات کو حاصل کرنے کا طریقہ کار

معقولات حاصل کرنے کا طریقہ مردوعورتوں میں الگ الگ ہے مرد تگ ودو کر کے قدرت بازو سے حاصل کرتے ہیں جبکہ عورتیں آنکھ کی گردش اثر سے حاصل کرتی ہیں۔

یہ تھا مقدمہ اب ہم ذوالمقدمہ پر آتے ہیں۔آپ کو اس کتابچے کی ترتیب وتنظیم کے اغراض ومقاصد کی

طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں ۔قارئین کرام اس کتاب کی تدوین کا پہلا مقصد اسلامی ہے یعنی امت اسلامی میں رائج رسومات تقریبات غیر اسلامی جو کہ ورثہ مذاہب باطلہ وجدیدہ سے ملی ہیں، یہ رسومات ہماری ازدواجی راہ میں عقبات کھودی ہوئی ہے ان کو درمیان سے ہٹا کر قرآن وسنت محمد اور سلف صالحین کی سیرت کے مطابق ازدواجی مسائل مراسم ترتیب وتنظیم کی طرف دعوت دینا مقصود ہے ۔یہ آپ کے شعار عقلانیت کے علاوہ آپ کا فریضہ شرعی بھی ہے ۔اس فریضہ اسلامی کے پیغام کو اسلام کے عقیدت مندوں تک پہنچانے کیلئے ہم نے اپنے ایک دوست عزیز کی رسم ازدواجی تقریبات کو انتخاب کیا ہے تاکہ ان کے لئے یہ سکوتی زندگی مبارک ہو جائے یہی اس کتابچہ کی تدوین کی غرض خاصہ بھی ہے ۔ہمارا اور ان کا رشتہ پیر ومرید کا نہیں ہے بلکہ دلیل وبرہان کے سفر میں ہم سفری ہے ۔دلیل دو اور دلیل سنو پر متفق ہیں ۔ان کے پیشے سے ہم صحت یاب ہوتے ہیں ہمارے پیشہ سے وہ پریشان رہتے ہیں ۔نیز فرقوں سے پرہیز کر کے اسلام کے دامن میں پناہ لینے اور قرآن ومحمد کو شعار بنانے میں رفیق کا رشتہ ہے ۔

اس کتابچہ کا محرک خاصہ ہمارے عزیز دوست جنھوں نے اپنے وعدے کی خلاف ورزی کرتے ہوئے ہمیں ابھی تک نہیں چھوڑا کی طرف آتے ہیں ۔آپ نے آج سے دس سال پہلے اپنے عزیز دوست سے خطاب کرتے ہوئے کہا تھا ایک دن وہ بھی آئے گا ہم دونوں بھی آغا شرف الدین کو چھوڑ دیں گے لیکن آپ کے دوست تو ہمیں چھوڑ کر دوسروں کو ہم سے کاٹ کوٹ میں مصروف ہیں لیکن آپ نے نہیں چھوڑا ۔اللہ کسی کو ایسے روزگار کا سامنا نہ کرائے کہ جہاں دشمن شماتت کرتا ہے وہاں ان کو ان کے عزیز واقارب بھی چھوڑ دیتے ہیں جو اعصاب شکن ہوتا ہے ۔لیکن سیرت طیبہ انبیاء، آئمہ، صلحاء میں تسلی تشفی کے بہت نسخے ہیں جو ایسے حالات میں کارآمد اور کاشف کرائب ومصائب ہوتے ہیں، ایسے حالات میں جو دوست نہیں چھوڑتا اسکی قیمت ایک دنیا نہیں بنتی ہے ۔آج کا دن ہمارے دوست عزیز قدیر کے لئے نئی سکوتی زندگی کے افتتاح کی تقریب کا دن ہے ۔آج کے دن انکے دوست عزیز واقارب انھیں بہت سے تحفے تحائف پیش کریں گے ۔انھی میں پھولوں اور نوٹوں کے ہار بھی ہونگے ،پھول شعار بے ہودہ وبے وفاء ہے جبکہ نوٹ مادیت پرستی کو ظاہر کرتے ہیں ۔ہم ہر چیز کو روپے پیسوں میں تولتے ہیں ہماری قدر وقیمت ان نوٹوں میں ہے بہترین دوست وہ ہوگا جو بڑے نوٹوں والے ہار پہنائے حتی کہ اپنے عزیز

کی خوشی کا بھی نوٹوں سے اظہار کرتے ہیں۔اور وہ بھی جو ایک قسم کا قرض ہوتا ہے جو اس کی باری پر واجب الادا ہوتا ہے۔یہ عمل صاحب حیثیت کیلئے ایک جسارت اور نادار دوست کی طرف سے باعث شرمندگی ہوتا ہے۔

قارئین یہ صفحات عمر کے حوالے سے میرے فرزند اور میری مشکلات دکھ سکھ کے موقعہ پر تسلی و تسکین دینے والے دوست کے ہیں۔اگر ہم انھیں کوئی مادی چیز پیش کرنے کیلئے جو دوستا کی حدوں کو تو ڑ بھی دیں تو وہ انکے احسانات کے مقابل میں ایک ناچیز ہوگی۔

دوسرے زاویہ سے مولویوں کے پاس ایسے مواقع پر صاحبان حیثیت کیلئے پیش کرنے کیلئے کیا ہے کے بارے میں کہتے ہیں کہ انکی دعاؤں سے فقیر مالدار بے روزگار صاحب اقتدار بنتے ہیں جبکہ وہ خود انکے صدقے چونکہ امام ضامن کےعلاوہ نکاح اور جنازہ اور ایسی تقریبات کے موقع پر لفافے کے درآمد پر قناعت کرتے ہیں۔ قناعت کرنے والوں کو اللہ دوست رکھتا ہے۔اسی وجہ سے ان کی دعائیں قبول ہو جاتی ہیں نیز مولویوں کے پاس دعاؤں کے انبار ہیں جبکہ ہم دعاؤں میں نیابت کو غیر عقلی، غیر شرعی اور جعلی سمجھتے ہیں اس لئے ان کے احسانات کے لئے ایسا مظاہرہ بھی نہیں کر سکتا ہوں۔

اس کے بارے میں ہم نے بہت سوچا کہ ہم اپنے دوست کو اس موقع پر کیا تحفہ پیش کریں۔ہمارے ذہن میں آیا تحفہ نصیحت پیش کریں جس کے کیلئے ہر انسان تشنہ رہتا ہے، سرمایہ دار حتی سربراہ مملکت بھی محتاج ہیں۔ اور جس میں اعلیٰ وادنیٰ طبقات نہیں۔نصیحت تحفہ انبیاء والمرسلین ہے۔

﴿إِذَا نَصَحُوا لِلَّهِ وَرَسُولِهِ مَا عَلَى الْمُحْسِنِينَ مِنْ سَبِيلٍ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾

''بشرطیکہ خیر خواہ ہوں وہ اللہ اور اس کے رسول کے نہیں ہیں احسان کی روش اختیار کرنے والوں پر کوئی مواخذہ اور ہے اللہ بہت معاف کرنے والا نہایت مہربان''۔(توبہ:۹۱)

﴿ يَا قَوْمِ لَقَدْ أَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَاتِ رَبِّي وَنَصَحْتُ لَكُمْ فَكَيْفَ آسَى عَلَى قَوْمٍ كَافِرِينَ﴾

''اے میری قوم! بے شک پہنچا دیئے ہیں میں نے تم کو پیغامات اپنے رب کے اور خیر خواہی کی ہے تمہاری تو کیسے غم کھاؤں میں ان لوگوں پر جو حق کا انکار کرتے ہیں''۔(اعراف:۹۳)

﴿فَتَوَلَّى عَنْهُمْ وَقَالَ يَا قَوْمِ لَقَدْ أَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّي وَنَصَحْتُ لَكُمْ وَلَكِنْ لَا تُحِبُّونَ

النّٰصِحِينَ﴾

''سومنہ موڑ کر چلے گئے ان سے یہ کہتے ہوئے اے میری قوم! بے شک پہنچا دیا ہے میں نے تم کو پیغام اپنے رب کا اور خیر خواہی کی ہے تمہاری لیکن نہیں پسند کرتے تم اپنے خیر خواہوں کو''۔ (اعراف: ۷۹)

﴿إِنْ أَرَدْتُ أَنْ أَنْصَحَ لَكُمْ إِنْ كَانَ اللّٰهُ﴾ ''اگر میں چاہوں بھلا کرنا تمہارے ساتھ اگر ہو اللہ کا ارادہ کہ تمہیں گمراہ کرے۔'' (ھود: ۳۴)

﴿يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِنْهُ وَ رِضْوانٍ وَ جَنّٰتٍ لَهُمْ فِيهَا نَعِيمٌ مُقِيمٌ﴾

''خوشخبری دیتا ہے ان کو رب ان کا اپنی رحمت اور خوشنودی کی اور ایسی جنتوں کی کہ ان کے لئے ہیں ان میں نعمتیں سدا رہنے والی''۔ (توبہ: ۲۱)

مروی ہے اگر کوئی میدان جنگ نہیں جا سکتا تو نصیحت کرے۔ نبی کریمؐ نے فرمایا ''الذین النصحہ''، آپ سے پوچھا گیا یہ کس کے لئے فرمایا ہے تو آپ نے جواب دیا عامۃ المسلمین۔ حضرت علی بن ابی طالب نے اپنی خلافت کے دوران اپنی رعایا سے خطاب میں فرمایا تمہارے ذمہ پر میرا حق ہے کہ تم مجھے اپنے صلاح و مشوروں اور نصیحتوں سے دریغ نہ کرو۔

((حقکم علی فالنصیحه لکم..... و اما حقی علیکم فالوفاء بالبیعة و النصیحة فی المشهد))

''ایھا الناس یقیناً ایک حق میرا تمہارے ذمہ ہے اور ایک حق تمہارا میرے ذمہ ہے تمہارا حق میرے ذمہ یہ ہے کہ میں تمہیں نصیحت کروں اور بیت المال کا مال تمہارے حوالے کر دوں اور تمہیں تعلیم دوں تا کہ تم جاہل نہ رہ جاؤ اور ادب سکھاؤں تا کہ باعمل ہو جاؤ اور میرا حق تمہارے اوپر یہ ہے کہ بیعت کا حق ادا کرو اور حاضر و غائب ہر حال میں میرے خیر خواہ رہو'' (خ: ۹، ۱۰، ۳۴)

فبالغ فی النصیحه و مضی علی الطریقه.....

آپ نے نصیحت کا حق ادا کر دیا سیدھے راستہ پر چلے۔ (خ: ۲/۹۵)

واقبلو ا النصيحة ممن اهداها اليهم...

اور اس شخص کی نصیحت قبول کرو جو تمہیں نصیحت کا تحفہ دے رہا ہے۔(خ:۱۲۱/۸)

علي الامام...والاجتهاد في النصيحه.....

یاد رکھو کہ امام کی ذمہ داری صرف وہ ہے جو پروردگار نے اس کے ذمہ رکھی ہے کہ بلیغ ترین موعظہ کریں نصیحت کی کوشش کریں ۔(خ:۱۰۵/۱۱)

واتعظو ا بموا عظ الله و اقبلوا نصيحه الله.....

اور اس کے مواعظ سے نصیحت حاصل کرو اور اسکی نصیحت کو قبول کرو ۔(ک:۱۷۶/۱)

واجب حقوق الله علي عبادة النصيحه بمبلغ جهدهم..

پھر بھی مالک کا یہ حق واجب ہے اپنے بندوں کے ذمہ کہ اپنے امکان بھر نصیحت کرتے رہیں ۔(ک:۲۱۶/۱۴)

اني عارف.. ولذی النصيحه حقه.....

میں تمہارے اطاعت گزاروں کے شرف کو پہچانتا ہوں اور مخلصین کے حق کو جانتا ہوں ۔(ک:۲۹/۴)

(یابنی) فاني لم آلک نصية.....

میں نے تمہاری نصیحت میں کوئی کمی نہیں کی ۔(ک:۳۱/۴۴)

ایک ایسی نصیحت جس سے اس نئی زندگی کی شاہراہ پر گامزن ہونے والے دوست کے علاوہ دیگر اعزاء و اقرباء و احباب و آشنائے دوست و احباب بلکہ ہر مسلمان مرد و عورت جوان مسائل میں پریشان حال ہیں وہ بھی مستفید ہوں ۔لہذا میں اس حوالے سے قارئین کرام کی توجہ کا طالب ہوں ۔لیکن علم وفنون کے خزانچیوں سے نہیں کیونکہ وہ زیادہ تر خرافات کے امین ہوتے ہیں اور حقائق کے خائن ۔جو ابھی تک گھروں میں سحر و جادو ہونے تعویذات والوں کی شکایت کرتے ہیں ،انکے علم کی آخری تحقیق یہ ہے کہ معاشرے میں جو کچھ خرافات موجود ہیں انہیں جوں کا توں رکھا جائے ۔ہم اس کے ازالہ کیلئے کچھ نہیں کر سکتے ہیں یہ ہمارے آباء و اجداد کی روایات ہیں اور

ہم اپنے آباءواجداد کے امین ہیں۔کبھی کسی کو یہ کہتے ہوئے نہیں سنا کہ اللہ کے دین وشریعت کا امین ہے۔ جاہل،نادان،مشرک آباءواجداد کے امین بننے پر فخر ہے۔دین اللہ،اللہ کی کتاب کے خیانت پر حاضر ہیں جہاں اللہ فرماتا ہے"کیا یہ لوگ یہ نہیں جانتے کہ ان کے آباء کچھ نہیں جانتے"جن لوگوں نے یہ خرافات پھیلائیں ہیں وہ اپنی جگہ خلوص نیت سے پھیلاتے تھے، اور یہ فناء پذیر یا زوال پذیر نہیں ہیں کیونکہ خرافات کے پھیلاو سے ہی آقائے امام زمان کی ظہور میں تعجیل ہوتی ہے۔یعنی منکرات کے شیوع سےاوراگر میں ان سے مددطلب کرونگاتو وہ ہمیں بھی یہ ہی مشورہ ونصیحت کریں گے کہ آپ ان چیزوں میں دخل نہ دیں۔آپ برائیوں کو مت چھوڑیں، انکا نصاب درس تقلید ہے قرآن اور سنت محمد سے چڑتے ہیں ڈرتے ہیں کہتے ہیں ہم نے دین کوانہی سے لیا ہے۔

وہ ایران وسعودی عرب کے فضاءوحدود سے گزرے فتوی کوہی دین وشریعت تصور کرتے ہیں۔یہ قرآن و سنت سے ہٹ کر مغرب کے نعرہ"عورتوں کو آگے لاؤ"پر عمل پیرا ہیں۔انکی رسومات تقلید اورفتوی احوط سے پروان چڑھے ہیں۔ان سے قرآن ومحمد کی شریعت پر چلنے کی امید بے جا ہوگی۔انکی سعادت اسی میں ہے کہ عورتوں کواسیر بناؤ،کنیز بناؤ،غلام بناؤاورانہیں آگے لاؤ۔یہاں میں ان کوقرآن وسنت پر عمل پیرائی کی یہی نصیحت کروں گا کہ قرآن اور سنت محمد کی حدود کے اندر رہتے ہوئے اس شاہراہ مسکوتی پر،تقسیم کار پر عمل پیرا ہونے کوافتخار و اعزاز سمجھیں۔اللہ نے مونث کومملکت خانہ کی وزیر خزانہ بنایا ہے۔وزیر خزانہ وداخلہ،سربراہ مملکت کے بعد دوسرا منصب ہے وہی داخلی امور کی نگرانی کرتی ہے۔اسی وزیر خزانہ کے منصب کیلئے یوسف صدیق نے مطالبہ کیا تھا:

﴿قَالَ اجْعَلْنِي عَلٰى خَزَائِنِ الْأَرْضِ إِنِّي حَفِيظٌ عَلِيمٌ﴾

"یوسف نے کہا معمور کردو مجھے ملک کے خزانوں پر موکل کریں،بے شک میں حفاظت کرنے والا ہوں اور علم بھی رکھتا ہوں"۔(یوسف:۵۵)

لیکن ہماری آج کل کی خواتین یوسف صدیق کے عہد پر راضی نہیں آج کی خواتین کوشکاگو کی بم زدگان اور ان کا شغل اچھا لگتا ہے،لہٰذا دفتروں میں مردوں کے دوبدو محاصبہ ومناظرہ والی نوکری پسند ہے۔سننے میں آیا ہے ملک کے بعض مساجد سے قوم کی لڑکیوں کو یہ پیغام دیتے ہیں کہ آپ حضرات کورٹ میں وکالت کے پیشہ کے تجربات حاصل کرلیں،خاص کر کے اس پیشہ کا مشورہ قوم کی لڑکیوں کے حق میں بدنیتی پر مبنی ہے۔

پہلے مرحلے میں خود دونوں کی زندگی کو قرآن وسنت کے راعی ورعیت بنائیں۔اولاد عطیہ الٰہی ہے اس کے فیصلے کے خلاف بغاوت نہ کریں۔اس کے عطیہ کا انتظار کریں۔اولاد کے اندر ماں کی شفقت کے ساتھ باپ کا خوف پیدا کرنا ناگزیر ہے بصورت دیگر اولاد پر دو حکمران ہونگے اور اس آیت کے مصداق ہونگے

﴿لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللهُ لَفَسَدَتَا فَسُبْحَانَ اللهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُونَ﴾

''اگر ہوتے زمین وآسمان میں کچھ خدا اللہ کے سوا تو فساد برپا ہو جاتا ان میں سو پاک ہے اللہ کو مالک ہے عرش کا ان باتوں سے جو یہ بناتے ہیں''۔(انبیاء:۲۲)

اس سلسلہ میں ہم صرف ان دانشمندان سے درخواست کریں گے جو جامع عقل دنیوی کے ساتھ عقل دینی کے بھی حامل ہیں، عقل عزت، غیرت ناموس اسلامی سے آگاہی رکھتے ہیں۔عقل شوہر داری کے ساتھ عقل زوج داری کے بھی حامل ہیں۔وہ آگاہ ہیں کہ اس امت مسلمہ کی لاکھوں بہن بیٹیاں نعمت ازدواج سے محروم ہیں۔اس وقت ان کی تمام امیدیں دشمنان اسلام خانہ اسلام کو ویران کرنے والے این ،جی ،اوز سے بندھی ہوئی ہیں۔کب ان کے نمائندہ انہیں خوشخبری دیں گے آپ کا نام آیا ہے کہ وہ اپنی عزیز بہنوں اور بیٹیوں کی تقریبات ازدواج کے مراسم حرام کو این جی اوز کی کرم فرمائی منت سماجت سے پورا کریں۔یہ ایک نامبارک عمل ہے انسان مسلمان کے لئے کتنی عار وننگ کی بات ہے ان مسلمان لڑکے اور لڑکیوں کی ازدواج مغرب کے ایجنٹ کریں گے۔اس وقت انسان مسلمان اور غیرت ناموس رکھنے والوں کیلئے ظہر الارض سے زیادہ بطن الارض بہتر ہے۔جب انسان مسلمان غیرت مند کی ناموس اجانب کے نرغے میں پڑتی ہے تو اس کیلئے روئے زمین سے زیادہ تحت زمین بہتر لگتا ہے۔ہم آپ سے ایسی نصائح کی درخواست کرتے ہیں کہ ہماری بہن بیٹیاں اس ذلت خواری اور بے چینی کی قید سے نکل کر امن وسکون کی زندگی میں داخل ہو سکیں۔

ایک ایسی نصیحت جوان کی نئی زندگی کیلئے مفید اور معاون ومددگار ہو۔یقیناً ایک ایسی سودمند فائدہ مند نصیحت اگر اللہ کی کتاب سے ماخوذ ہو سنت رسول کی بات یا امیر المومنین سے ہو تو یہ عامۃ الناس تک پہنچائی جائے کیونکہ پیغام قرآنی ومحمدؐ ''یاایھاالناس'' ہی ہوتا ہے۔

میں نے جو کچھ عرائض پیش کیے ہیں ان سے تنہا ان دونوں کے گھرانے مراد نہیں بلکہ میری مراد پوری امت

مسلمہ ہے۔پوری امت حتیٰ ایران سعودی جنھیں مذہبی معاشرہ سمجھا جاتا ہے وہ بھی افراط وتفریط بے از دواجی طلاق جیسی نحوستوں کی زد میں ہیں۔

اپنا سلوک رویہ اپنے شریک حیات کے ساتھ ایسے ہی رکھیں جس کا حکم اللہ نے اپنی کتاب میں دیا ہے۔

﴿هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَ أَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ﴾

''وہ لباس ہیں تمہارے لئے اور تم لباس ہو ان کیلئے''۔(بقرہ ۱۸۷)

﴿الرِّجَالُ قَوّٰامُونَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ﴾

''مرد سرپرست ونگہبان ہیں عورتوں کے اس بنا پر کہ فضیلت دی ہے اللہ نے انسانوں میں بعض کو بعض پر اور اس بنا پر کہ خرچ کرتے ہیں مرد اپنے مال پس نیک عورتیں اطاعت شعار، حفظ کرنے والیاں غیر حاضری میں اُن سب چیزوں کی جن کو محفوظ بنایا ہے''۔(نساء:۳۴)

آپ اس مسکونی کے سربراہ ہیں آپ کا شریک اس مسکونی کے وزیر خزانہ بمعہ وزیر داخلہ ہے آپ کی سربراہی کے بغیر یہ مسکونی خطرے میں پڑسکتی ہے اس مسکونی میں تقسیم کار آپس میں عقل کی بنیاد پر ہوگا تفصیل کتاب مذکرو مونث سے رجوع کریں۔

محاضرات ادباء میں آیا ہے ایک ملکہ عرب نے اپنی بیٹی کی رخصتی پر اپنی بیٹی سے کہا اے میری عزیز بیٹی کسی لڑکی کے حسن وادب وحسن سیرت وحسن سلوک نصیحت کی بنیاد پر میں تمہیں کوئی نصیحت نہیں کرتی لیکن یہ ایک تذکر ہے جو غافل کیلئے معاونت ہے۔اے میری عزیز بیٹی تم جس جگہ پیدا ہوئی جہاں پرورش پائی اسے چھوڑ کر جا رہی ہو اور ایسی جگہ جا رہی ہو جس سے مانوس نہیں ہو لہٰذا خود کو ایک کنیز تصور کر، شوہر شرمندگی میں پڑ کر تیرا غلام بن جائے گا۔

مجھ سے یہ خصلتیں یاد کرو یہ تمہارے لئے نئی معلومات ہوگی یا تذکر:

۱۔ ان سے مصاحبت ومعاشرت سماعت واطاعت کا خیال رکھیں جو باعث تسکین دل ہوگا۔

۲۔ اپنی تمام تر توجہ ان کی آنکھوں کی طرف مرکوز رکھیں وہ کس بات سے خوش ہوتے ہیں اور کس چیز سے ناراض ہوتے ہیں۔

۳۔ اس کے مال کی حفاظت کریں گھر والوں کا احترام کریں حسن بصیرت اور حسن تدبیر کو اپنائیں۔

۴۔ ان کے کھانے اور آرام کا خیال رکھیں کیونکہ بھوک اور نیند دو غصے والی چیز جیسا ہوتا ہے جس سے وہ چیڑتا ہے۔

۵۔ ان کے اسرار کو فاش نہ کریں ان کی نافرمانی نہ کریں۔

ابی الاسود دوئلی نے اپنی بیٹی سے کہا اپنے شوہر سے غیرت نہ کرنا کیونکہ شوہر سے غیرت طلاق کی چابی ہے۔

کتاب محاضرات ادباء راغب اصفہانی ج ۳ ص ۲۵۲ میں آیا ہے جب ابا شریح کی زوجیت میں ایک عورت آئی تو اس عورت نے شریح سے کہا اپنے اخلاق سے مجھے آگاہ کرو تا کہ میں اس کا خیال رکھوں تو شریح نے اپنے اخلاق اسے بتائے۔ سال گزر گیا انکی محبت میں اضافہ ہوتا گیا۔ اس نے ایک دن اپنی بیوی کے پاس ایک بوڑھی عورت دیکھی پوچھا یہ کون ہے تو کہا یہ میری ماں ہے۔ اس نے اسے سلام کیا اس پر اس نے پوچھا تم نے اپنی زوجہ کو کیسا پایا تو وہ کہنے لگا انکی قدر دانی کا شکر گذار ہوں۔ وہ کہنے لگی بدترین عورت وہ ہے جو پہلے دن اپنے شوہر کے پاس محبوبیت پیدا نہ کرے اگر آپ کو کہیں شک وشکایت ہو جائے تو اسے ماریں تو اس نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ آپ کی ہی بیٹی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں زوج کے درمیان یہ سلوک و رویہ اپنانے کا حکم دیا ہے۔

﴿الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللهُ بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ﴾

میں آج سے اپنے دوست قدیر کی اپنی احوال پرسی کو آئندہ دنوں میں متزلزل سمجھوں گا کیونکہ آج سے وہ ایک نئی ذمہ داری سنبھال رہے ہیں ایک خطیر عزیز کو اپنی سرپرستی اور ذمہ داری میں لے رہے ہیں۔ اگر وہ میرے دوست کو میری حال پرسی کے لئے چھوڑیں گیں تو انکا مرہون منت ہونگا۔ اگر اجازت دیں تو میں عرض کروں انکے اس رشتے سے میری بہنوں میں اضافہ ہوگا، انھیں عمر کے تقاضے کے تحت مجھے بیٹی کہنا چاہیے تھا لیکن بہن اس لئے کہا ہے کہ بیٹی سے زیادہ بہن مہربان ہوتی ہے۔ آخر میں اپنی عرائض کا اختتام چند کلمات دعائیہ فقرات سے نوک قلم کو مہار دوں گا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ مسلمانوں کو فرقہ حروفیہ کے لقلقہ لسانی اور کرایہ کے دعاؤں سے بے نیاز

کریں رب جلیل کے احکامات اور ہدایات پر مکمل کارمند ہونے کے بعد مالا یسعہ کو نعم الوکیل پر بھروسہ کرنے کی شعور عنایت کرے۔

مظاہر قرآن ومحمد کی سربلندی

کفر وشرک کی سرنگونی

دوست واحباب کی اسلام گرائش کا متمنی

علی شرف الدین

رجب المرجب ۱۴۳۳ھ ق

☆☆☆___☆☆☆___☆☆☆

مسلمان خواتین مغربی ازدواجی شرائط کی وجہ سے غیرت مند
مسلمانوں کا نشانہ بنی ہیں

اسلامی ازدواج کی شرائط خواتین کے تحفظ کا ضامن ہے

فرق جاننے کے لئے پڑھیں

"شاہراہ مسکونی"



دار الثقافۃ الاسلامیۃ پاکستان